بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روحانی رموز و نکات کا نادر و نایاب خزینہ

معرفت و حقیقت کا حق نما آئینہ

الموسوم بہ

دیوانِ حسن

مؤلفہ

خواجہ غلام حسن صاحب شہید علیہ الرحمۃ

مقبول آرٹ پریس ملتان شہر

حضرت منشی خواجہ غلام حسن صاحب شہیدؒ ملتانی

حضرت منشی خواجہ غلام حسن صاحبؒ ملتان میں ایک مشہور صاحب دل اہل کمال شاعر اور ماہر علوم مشرقی گزرے ہیں۔ آپ کا مزار شہر ملتان کے پاک دروازہ کے باہر محلہ آغا پورہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ [redacted] اور عموماً زمینداره پر گزارہ تھا۔ آپ کی سوانح کے متعلق فضائل حنیفہ، شمائل حنیفہ اور خصائل حنیفہ میں واضح طور پر بیان ہے مگر آپ کے کلام کے متعدد دیوان فارسی۔ عربی۔ اردو اور ملتانی زبان میں حضرات سجادہ نشین صاحبان کے پاس موجود ہیں۔ آپ کے تقدس اور روحانی کمالات کا اعتراف حکام وقت کی جانب سے ہمیشہ ہوتا رہا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ دیوان ساون مل اور دیوان مولراج حضرت کی شاگردی کا فخر کرتے تھے۔ اور اپنے مشکل سے مشکل سیاسی امور میں حضرت کے مشورہ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ نواب مظفر خان علیہ الرحمۃ والئے ملتان آپ کا خاص طور پر معتقد تھا۔ اس نے حضرت کے خاندان کے نام موضع فیروز پور ضلع ملتان میں بعوض استادی شاگردی ایک جاگیر نامزد کی ہوئی تھی۔ جو اب تک حضرت کی اولاد کے پاس ہے۔ سرکاری معاملہ اس جاگیر کا نواب صاحب کے متعلقین ادا کرتے ہیں فرمانروائے ریاست بہاولپور یعنی نواب محمد بہاول خان رابع عباسی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں بھی حضرت کو خاص منزلت حاصل تھی۔ چنانچہ حضرت کی تصانیف میں نواب صاحب موصوف علیہ الرحمۃ کی تعریف میں کئی ایک قصائد اور رباعیات اس کے شاہد ہیں۔ یہ خاندان راجپوتانہ سے کوچ کر کے ملتان میں آکر سکونت پذیر ہوا تھا۔ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب کی پیدائش ۱۲۰۲ھ ہجری مقدس میں ہوئی۔ آپ کے والد منشی جان محمد صاحب تھے۔ دادا کا نام منشی عاقل محمد صاحب تھا اس لئے حضرت کو بھی منشی کہا جاتا ہے۔ منشی کی دوسری بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ آپکے شاگرد دیوان مولراج اور دیوان ساون مل کی طرف سے سند منشی جناب کی خدمت میں پیش ہوئی تھی۔ بچپن میں حضرت کو تعلیم کی طرف رغبت کم تھی۔ استاد ہمیشہ زجر و توبیخ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن اسی حالت توبیخ میں استاد کے سامنے رو رہے تھے کہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب علیہ الرحمۃ

کا گزر ہوا۔ (حضرت خواجہ حافظ محمد جمال علیہ الرحمۃ ملتان کے مشہور اور محبوب خلائق بزرگ گزرے ہیں۔ اور ان کے حالاتِ زندگی زبان زدِ عام ہیں۔ اور ان کا مزارِ مقدس مرجع ارادتمنداں ہے۔) نونہال بچہ کی حالت کو دیکھ کر حضرت حافظ صاحب نے فرمایا۔ کہ میاں جی! اگر یہ بچہ آپ سے نہیں پڑھتا تو اس کو میرے حوالے کر دو۔ میں اس کی تعلیم و تربیت کروں گا۔ چنانچہ آپ اس وقت سے خواجہ صاحب دامن حافظ صاحب علیہ الرحمۃ سے وابستہ ہو گئے۔ ایک اور روایت ہے۔ کہ خواجہ صاحب اپنے والد بزرگوار کے پاس کتاب زلیخا پڑھ رہے تھے اور سبق یاد نہ کرنے کے متعلق زیرِ تنبیہہ تھے۔ کہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کا گزر ہوا۔ تو آپ نے نہایت ہی رحمدلی اور ہمدردی کے ساتھ فرمایا۔ کہ صاحبزادے مجھے بھی اپنا سبق سنا دو۔ گلا اچھا تھا۔ نوعمری تھی۔ سبق کا یہ شعر نونہال بلند اقبال نے پڑھا ؎

درآں خلوت کہ ہستی بے نشاں بود!

بکنجِ نیستی عالم نہاں بود!!

حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ پر یہ شعر سن کر حالتِ وجد طاری ہو گئی۔ دیر تک اپنی حالت میں رہ کر جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ پانی لا دو۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے حضرت کو پانی لا دیا۔ اور ان کا بچا ہوا پانی سعادت مند بلند اقبال نے پی لیا۔

اس پس خوردہ کے حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی طبیعت پر جو اثر ہوا۔ وہ تمام زندگی میں ہویدا رہا۔ حضرت کے خوارقِ عادات کے متعلق بے شمار داستانیں زبان زدِ عوام ہیں۔ لوگ تو یہاں تک بھی اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ملتان کے فتح کے سلسلہ میں بھی حضرت خواجہ صاحب کا وجودِ مسعود عرصہ تک باعث حفاظت رہا۔ اور آخر جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ شہید ہوئے۔ اسوقت ملتان کا قلعہ مفتوح ہوا۔ اس قصہ کو بہت لوگ مختلف اسلوب کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مگر ہمارا مختصر مضمون ان کی تفصیل کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح تاریخ ملتان میں درج ہے۔

نوعمری میں خواجہ صاحب ایک حسین وجمیل ہندو خاتون کے عشق میں مبتلا ہو گئے تھے اور اس مجازی عشق کی منزلیں طے کرنے کے بعد ایک رات کو جب نہایت سخت آندھی اور طوفانِ باراں اور سردی کا جوبن تھا اور حضرت اپنے مجازی معشوق کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ حقیقی معشوق کی طلبی کا پروانہ پہنچا۔ بیتابانہ مجاز کے اس ہدایت

پر کہ اگر اتنا انتظار اور اتنی محبت محبوب حقیقی کے واسطے کی جاتی تو کیا اچھا نتیجہ ہوتا۔ اسی وقت سے مقلب القلوب نے منزلِ مجازی سے مقصودِ حقیقی کے راہنمائی فرمادی اور حضرت خواجہ صاحب رندوں کی صف سے پرندوں کے دائرے میں داخل ہوگئے۔ یا تو خود بازار کی گلیوں میں سے گزر کر کسی بندے کے دروازے پر منتظر نمایت تھی یا ان کا اپنا دروازہ شاہ و گدا کے لئے مرکز و مرجع ہوگیا۔ لوگ حصولِ مقاصدِ دینی و دنیوی کے اُن کے آستانہ پر جمع نظر آنے لگے۔ سبحان اللہ! حضرت کا انتقال بحالت نماز اشراق بندوق کی گولی اور دشمن کے خنجر سے ۲۹ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ ہجری کو بعمر ۶۳ سال ہوا۔ (ہمارے پیشوا حضور سرورِ کونین، وسیلہ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بھی تریسٹھ سال کی تھی) ملتان میں حضرت کا عرس سالانہ ۱۴-۱۵-۱۶ محرم الحرام کو ہوا کرتا ہے۔ بہت دور دراز کی مسافت طے کر کے بزرگ اور معتقدین جمع ہوتے ہیں۔ حضرت کے سلسلہ بیعت میں عام طور پر قوم بھچلا کے لوگ ہیں۔ اور مریدوں کا دائرہ سندھ۔ داجل۔ ڈیرہ غازیخان اور مظفر گڑھ تک دُور دُور پھیلا ہوا ہے۔

ماسوقت مخدوم خواجہ محمد احسن صاحب سجادہ نشین ہیں۔ اور ناچیز بھی جناب خواجہ صاحب موصوف حضرت منشی غلام حسن صاحب کی اولاد میں سے ہے۔ اس مختصر تذکرہ کے ساتھ ہم حضرت خواجہ صاحب کا کلام دیوانِ حسن پیش کرتے ہیں۔ حضرت کا تخلص فارسی۔ عربی اور اُردو میں حسنؔ تھا۔ مگر ملتانی زبان میں اپنے آپ کو گامنؔ کے پیارے نام سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔

دیوانِ حسنؔ کے علاوہ حضور کی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً فضائلِ حنیفہ۔ شمائلِ حنیفہ خصائلِ حنیفہ۔ انوارِ جمال۔ انشا گلزار معانی۔ کلمات الانصاف۔ مثنوی نور الہدایت۔ نور الہدیٰ۔ رسالہ دحب ربا۔ رسالہ بحر اللواج۔ رسالہ رفیق الفقرا وغیرہ ہیں جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت حسنؔ شہید بتقدیرِ کردگار! | زاینجا بجنت رفت، بجنت شدش قرار
تاریخِ وصل جستم و ہاتف جواب داد | از مظہرِ جمالِ الٰہی است آشکار ۱۲۶۵ھ

چنیں کہ روئے تو شد جلوہ گر خدا حافظ | کرامت پیش تو تاب نظر خدا حافظ!
حسنؔ جز آں بتِ زریں کلاہ و سیمیں تن | کرامت آرزوئے سیم و زر خدا حافظ

حسنؔ چوں بادلِ آگاہ دیدم | محمد خود جمال اللہ دیدم

مخدوم زادہ فیض الحسن (ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در حمدِ باری تعالیٰ و ثنائے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

توئی ای عشق برقِ خانماں سوز
بیا در خرمنم آتش زن امروز

بده سرمایهٔ ناموس بر باد
دلم را کن ز بندِ ہستی آزاد

بیا در حلقهٔ رنداں گذر کن
خرد را رخصت از بیرونِ در کن

گرو کن خرقهٔ زہدِ ریا را
گرو اِن دورِ جامِ کبریا را

بمن ده جامی از خمخانهٔ راز
ز دستِ ساقیٔ پروردهٔ ناز

چه ساقی قبلهٔ مقصودِ مستان
حیاتِ جاوداں مے پرستان

جمالش مخزنِ اسرارِ معنیٰ
جبینش مظهرِ نورِ تجلیٰ

دو ابرویش نشانِ قاب قوسین
گرفته هر دو عالم طرفة العین

بمستی کرد چون چشمش اشارت
بغمزه ملک دل را کرد غارت

چه گویم از دو زلفِ عنبرینش
شکارِ دام جبریلٔ امینش

سزد گر آدمِ خاکی سرشتے
دهد بر دانهٔ خالش بهشتی

بیادِ عارضِ آن لاله رخسار
شد آتش بر خلیل الله گلزار

چو بر کف ساغرِ صهبا روان کرد
کلیم الله ید بیضا نهان کرد

حیات جاودان کردم تمنا
ز لعلِ روح بخش او مسیحا

جمالش را که مه شرمندهٔ اوست
هزاران همچو یوسف بندهٔ اوست

حیاتِ جان لبِ همچون نباتش
خضر لب تشنهٔ آبِ حیاتش

نماند صبر و عقل و هوش باقی
که می عشق و محمد هست ساقی

حسن چون با دلِ آگاه دیدم
محمد خود جمال الله دیدم

مثنوی در سراپائے معشوق

وہ قامت و وہ خرام نازش — موزوں حرکاتِ دلنوازش

طوبیٰ است نہ سرو قامت است این — نی نی غلطم قیامت است این

لرزید فلک چو قامت آراست — گر زآتش حسن شعلہ برخاست

زان طرہ مرا بس است بوئے — کاویخت ہزار دل بموئے

پیچیدہ بصد ہزار دستان — با ہر سر موی رشتۂ جان

برہم زدہ طرۂ سیہ را — در دام کشیدہ مہر و مہ را

پیشانیٔ او خجستہ فال است — دیباچۂ مصحفِ جمال است

بر چشم سیاہِ او دو ابرو — بنمود بسانِ شاخ آہو

گر فہم سخن کند سخندان — رمزیست درین لطیفہ پنہان

یعنی کہ برات عاشق او — بنوشت قضا بشاخ آہو

زانرو که کج آمده دو ابرو — شد قبلهٔ راستان رخ او

از نرگس سرمه سای آن مست — بس دل که بزور سرمه بشکست

از عربده آن دو چشم خونریز — چون دور زمانه فتنه انگیز

آماده صد هزار جنگ است — گویا که زمانه دورنگ است

آن چشم بزلف کرده اظهار — احوال شب دراز بیمار

چشمش مژه بجنگ دلها — از خیل پری شده صف آرا

چون دیده بمردمک کشودند — اهل نظرش بجان ستودند

گفتند که لیلیء زمانه — شد جلوه گر از سیاه خانه

در پیش نگاهِ آن فسون ساز — محتاج اشارت است اعجاز

گم گشت زپرتو رخش ماه — مانند ستاره در سحرگاه

خورشید فلک نه درخور اوست — مه بنده و مهر چاکر اوست

خالیکه بعارضش فتاده — زنگی بچه رو بچین نهاده

رخ نسخهٔ آفتاب خوبی است / وین نقطهٔ انتخاب خوبی است

آن روی چو آتش ار ببینی / بر چهرهٔ چنان نموده بینی

کز مجمر آفتاب گویا / سر بر زده شعله‌ای ببالا

از ذوق لب شکرفشانش / صد همچو مسیح بیمارانش

لعل لبش آنکه دیده خندان / بسیار گزیده لب بدندان

تا نام لبش ز من شنیده / صد مرتبه جان بلب رسیده

دندان وی از لبان شیرین / شد جلوه‌گر از شفق چو پروین

معلوم نشد از آن دهن هیچ / مفهوم نگشت از آن سخن هیچ

چون سرّ نهان نگشت پیدا / بگشاده تبسم این معمّا

سیمین ذقنش که هست چون سیب / یارب نرسد بسیبش آسیب

زان گوش و رخش بزیب و زین است / مه را ز دو گوش فرقدین است

گوهر نه بگوش اوست همدوش / آبیست چکیده زان بناگوش

گوشش بگهر نیاورد سر — خود حلقه بگوش اوست گوهر

در خدمت آن بلند گردن — فرض است بشمع سجده کردن

گر چنبر او چو مستمندان — گردن نکشند سر بلندان

نازم بصفائی آن بر و دوش — پرورده لطافتش در آغوش

چون دست زدم بساعد او — بر بود دلم بزور بازو

آن پنجه که مه از و هست رنجه — بر دست ز آفتاب پنجه

زان پنجه چگونه جان برد کس — ناخن زده در دل این مخمس

چون مه ز لطافتش هر انگشت — انگشت نما شد است آن مشت

هر ناخن او هلال عید است — عیدی که بعاشقان سعید است

آئینه با صفا است سینه — پاک آمده از غبار کینه

آن سینه چو دید چشم بینا — دریافت صفائی وقت سینا

آمد طلب و گرفت دامن — شد باعث شوق و گفت با من

کائی عاشقِ خسته زان دو پستان — کامِ دلِ بیقرار بستان

برزد دو ترنج سر زیک شاخ — دستِ هوسش نه سوده گستاخ

چون از شکمش نگار بستم — لرزید ز روی صفحه دستم

عقل آمد و گفت با من اندیش — کز لغزش پای دل بیندیش

زان ناف بغور فکر دریاب — در چشمهٔ آفتاب گرداب

وصفِ کمرش بسی محال است — اعجوبهٔ عالمِ خیال است

زین پیش کُمیت خامه لنگ است — جولان نه هم که جای تنگ است

زیر کمرش سُرین دو کوهی است — زین کوه کمر بصد شکوهی است

بنگر کمر و کرامتِ او — کاویخت دو کوه را بیک موی

در حیرتم از صفای زانو — کائینه نهاده پیش آن رو

فرض آمده وصف ساق کردن — دین است مگر بگردنِ من

در پردهٔ نهفته ساق پرنور — کاتش زند بشمع کافور

خون شد دلِ من چو از جفایش — مانند حنا گرفت پایش

چون دلِ سخن از ثنائے او کرد — پایان سخن بپائے او کرد

ہر عضو لطیف زان سراپا

چون شعرِ حسن بود دلآرائے

مثنوی دوم

بیا ای ساقیِ رندانِ سرمست — قدح را جلوہ گر کن بر کفِ دست

بیا ای نورِ چشمِ مے پرستان — سرورِ سینۂ غمناکِ مستان

جمالت دلربائیِ مے فروشان — وصالت جانفزائیِ بادہ نوشان

زمینا قلقلے در گوشم انداز — زمی آتش بعقل و ہوشم انداز

لبِ ساغر بشکر خندہ بکشائے — بیادِ می پرستان بادہ پیمار

درِ میخانہ را وا کن سحرگاہ — دلِ میخوارہ کن زین مژدہ آگاہ

بر تا درگہ پیرِ مغانم   کہ من ہم بندۂ این آستانم
بگردان دورِ جامِ بادہ راز   بصد عشوہ بصد شیوہ بصد ناز
می وحدت ز چشمِ خویش کن دام   پس آنگہ پُر کن از وی شیشہ و جام
دو چشمت را ز مستی سرمہ سا کن   نگاہت را می آلودِ حیا کن
رخت را غازہ کن از شادمانی   ز تاثیرِ شرابِ جاودانے
بناگہ سر زد از میخانہ نوری   کہ از ہر ذرہ میکردے ظہورے
چو آن نورِ الٰہی گشت روشن   دِل و جانِ حسن شد تازہ گلشن
فغان از جان مہر و مہ بر آمد   کہ خورشیدِ جمالِ اللہ بر آمد

خیال حقیقت

پردہ بردار از جمالِ دلربا   یَا رَسُوْلَ اللہ جُدْ لِيْ بِاللِّقَاءِ
رو مپوش از ما کہ مشتاقِ تو ایم   اِنْ تَغِبْ عَنَّا فَقَدْ جَاءَ الْقَضَاءُ

دست احسانت بود بحر نوال
قد جرت منه الینابیع السخاء

جرعهٔ بر تشنگان عشق ریز
یا سحاب الجود یا بحر العطاء

بعد عمری جا بچشم کرده
مرحبا یا نور عینی مرحباء

گرچه پایانی ندارد نور تو
اجتذب قلبی الی ما منتهی

چون حسن یکسر لعشقت زنده ایم
یا مسیح الخلق قد احییتنا۔

رحمی کن و برخیز و در میکده بکشا
ای پیر مغان یرحمک اللّٰه تعالیٰ

بازار طلب سرد مگردان بتغافل
دیریست که داریم دلی گرم تمنا

ای ساقی ابرار باعجاز تو نازم
در آب نهان ساختهٔ برق تجلی

از جام شراب است عیان در کف بیضا
آن شعله کز و یافت فروغی ید بیضا

دانی که چه سرمیزند از پردهٔ مینا
نوری است که روشن شد ز وادی مجلی

روحی لست مگر می که از و زنده دل
تایید از ین روح قدس یافت مسیحا

بنواز بیک جرعهٔ جان بخش حسن را

ای پیر مغاں یرحمک اللہ تعالے

در پردهٔ صورتِ من و ما	بی پرده بر آمد آن دلآرا
گاهی ز خرام قدِ رعنا	شد محشر ناز کرده برپا
گه در خمِ طرّهٔ دلآویز	بنمود جمال روی زیبا
گه در سخن از دهن نمک ریخت	گه خنده زد از لبِ شکرخا
گه شد بکرشمه جادو انگیز	گه داد ز غمزه دل بیغما
گه از مژه گشت ناوک انداز	در سینهٔ عاشقانِ شیدا

امروز ز صورتِ حسن کرد

خورشید جمال او تجلیٰ!

تا ز سد گزند چشم آن رخ بی نقاب را

صبح سپند میکند دیدهٔ آفتاب را

جلوۂ پردہ سوز را چشم نظارہ کے رسد
ہالہ نمی شود کتان چہرۂ ماہتاب را

غمزہ چو با تبسمش چشمک صلح مزید
خندۂ لطف میکند بارقۂ عتاب را

ناز تو گر ز کبریا چشم بسرمہ وا نکرد
چشم تو ارچہ داد جا در دلِ خویش خواب را

گریۂ شوق میبرد قالب خستہ را از جا
خانہ بدوش میکند سیل رواں حباب را

اہل نظر بہ شعر من از دل و جان چو خال یار
مردم دیدہ میکند نقطۂ انتخاب را

گشتہ ذوق آمدہن قالب جام می کھی
در دل شیشہ کرد خون رشک لبش شراب را

نغمهٔ عشق میدهد هر رگ جان من برون

زخمهٔ ناله میزنم هر نفس این رباب را

گر و خدالتش بنر دوست بدامن ای حسن

آنکه چو خاک دست زد دامن بو تراب را

چنین که زلف و خال دلربا ست ترا | شکار مرغ دل قدسیان روا ست ترا

چه سخت سنگدلی ای صنم معاذ الله | نه بیم خلق نه اندیشهٔ خدا ست ترا

نگفتمت که بپرهیز زینهار از عشق | کنون که خون شدی ایدل همین سزا ست ترا

بپا بوس بت من رسیدهٔ ای زلف | بنازمت که عجب طالع رسا ست ترا

حسن دگر بسر کوی آن بلا بالا

مرو مرو گذر بر سر بلا است ترا

ای کردہ چشم شوخ تو فکر کمین ما | وز غمزهٔ تو رخنه بدیوار دین ما

تا چنگ زد بدامن تجرید همتم | افشاند دست بر دو جهان آستین ما

نقشِ سجود خاکدرت کاتبِ قضا | چوں سر نوشت کرد رقم بر جبین ما،
تا سادہ گشتہ ایم چو آئینہ در خیال | نقشے بجز رخت بنود دلنشین ما،
دادی بباد مشتِ غبارِ من ای فلک | خاک ادر دہان تو حاصل زکین ما،
آبش زدیدہ ریزد اگر بشنود کسے | ایں بس کرامت است سخن آتشین ما،

گوید حسنؔ ہرانکہ درین آفرنیش است
صد آفرین بطبع سخن آفرین ما!

صورتِ نقش و نگارِ خویش مے بینم ترا | در گل و گلشن بہارِ خویش مے بینم ترا
غنچہ ام گل گشت و گل شد نو بہار اید ستاں | غنچہ و گل در بہارِ خویش مے بینم ترا
گرچہ ما اندر کنارِ یارِ خود بودیم لیک | یار خود را در کنارِ خویش مے بینم ترا
آشکارِ من نہاں گشت و نہاں شد آشکار | خود نہاں و آشکارِ خویش مے بینم ترا

در دیارِ یارِ خود بودیم اکنوں ای حسنؔ
یار خود را در دیارِ خویش مے بینم ما!

آشفته تر ز طرز جانانه ایم ما — مرهون منتِ دلِ دیوانه ایم ما

بر دست تو به بیعت پیمان شکسته ایم — گردِ سرِ کرامت پیمانه ایم ما!

مانند خُم ز صاف ضمیران عالمیم — تا معتکف بخلوت میخانه ایم ما

گه سوختیم ز آتش غم گاه ساختیم — بالِ سمندر و پر پروانه ایم ما!

بنهاده سر بخواب عدم نو بهار عمر — چون گل هنوز گوش بافسانه ایم ما

چون از کمند دهر سرِ خویش وا کنم — یکسر گره چو سبحه صد دانه ایم ما

همچون حسن بحضرت حق راه برده ایم
تا مستفید حضرتِ میخانه ایم ما

فارغ از هر دو جهانم بابا — برتر از کون و مکانم بابا

نیست از نام و نشانم اثری — محو بی نام و نشانم بابا

آنکه دیروز نهان بود بمن — در وی امروز نهانم بابا

همچو خورشید بانوار جمال — من بهر ذره عیانم بابا

چوں حسن محوِ جمالِ اللّٰہم

خویش را ہیچ ندانم بابا!

شد خطِ رویش علاجِ سینۂ افگارِ ما　　پنبہ از کافور دارد مرہمِ زنگارِ ما

پر گرہ شد رشتۂ فکر از دہانِ تنگِ او　　کو تبسم تا کشاید عقدۂ از کارِ ما

نکتۂ باریک زاں موئی میاں گویم لیک　　کو حریفِ نکتہ دان و محرمِ اسرارِ ما

زہد ما را سبزگی کم نگردد از شرب　　شد حبابِ موج صہبا گنبدِ دستارِ ما

جلوۂ چشمک میزند ہر سو دلِ دیوانہ را　　غمزۂ لیلیٰ بود برقِ سرِ کہسارِ ما

صورتِ خمیازۂ حسرت شد آغوشِ خیال　　کاش میدید بخوابش دیدۂ بیدارِ ما

کفرِ ما اسلام را عمرِ دراز است ای حسن

رشتۂ جان است چوں زلفِ بتاں زنارِ ما

غمی کہ اہلِ محبت خریدہ اند آں را　　ندانم از چہ سبب آفریدہ اند آں را

حلاوتِ لبِ شیریں بپرس از فرہاد　　کہ خسروانِ جہاں کم چشیدہ اند آں را

بلب تبسم او نکته ایست پنهانی | بفکر خواجه شناسان رسیده اند آنرا
مقام عارف حق آشیانهٔ عنقا است | شنیده اند ولیکن ندیده اند آنرا
بغیر نالهٔ نفس بر نیاورد این نی | چرا اگر نه نیستان بریده اند آنرا
مجردانه بیا و بعشق بیعت کن | که اهل دل ز همه برگزیده اند آنرا
حساب دفتر کونین جمله در سر است | که اهل راز قلم درکشیده اند آنرا
اگرچه بود جهان در جهان حجاب ولی | بزور عشق ز هم بردریده اند آنرا

سماع شعر حسن کن که جمله سرمستان
میان میکده دل شب شنیده اند آنرا

نمیدانم چه لذتها بود در ذوق دیدنها | که از پیغام او برخویش میبالد شنیدنها
بسر گردم گریبان پاره کردنهای من بنگر | کنی تا چند پامالم ازین دامن کشیدنها
بتعظیم قد رعنایش هنگام خرامیدن | تو گوئی طوق قمری شد بسرو راه خمیدنها
نکردم هیچ تکلیف سخن آن لعل میگون را | که از جوش لطافت دائم آید هم چکیدنها

زو آتش دردلم از بسکه عشق شعله زسای
سپند از سینه من دام میگیرد طپیدنها

با همه پیوستیم آخر آن قدر از خویش بگسستیم
عجب پیوندها دارد حسن از خود رمیدنها

از پرتو تو مه چو کتان گشت پاره ها
هر پاره پر جمال تو محو نظاره ها

حسن قبول گریه نظر کن که اشک من
چون گوهر شد کنند بتان گوشواره ها

در حلقه های طره ز عکس عذار تو
در ظلمت شب است نمایان ستاره ها

شیخ زمانه خواب پریشان خویش را
تعبیر کرد از عمل استخاره ها

زین به کجا بود اثر سوز دل حسن
ریزد بجای نقطه ز کلکم شراره ها

ای در دلم ز راز نهایت دفینه ها
در هر دفینه تعبیه چندین خزینه ها

از نجد پا برون نه نهاد است لیلیم
صیت جمال رفته از و در مدینه ها

ای نوبهار عشق بنازم بفیض تو
شد لاله زار از گل داغ تو سینه ها

عیب از لباسِ تیرهٔ صافی دلان مگیر — در سنگ لاخ گشته نهان آبگینه ها!

عشقِ نهفته ام بدلِ گرم و آهِ سرد — شد همعنانِ صدق بچندین قرینه ها

از اہلِ احتساب چه غم میفروش را — با جوہرِ صفا چه رسد گرد کینه ها

عشقِ تو خفته شور بدلها فگنده است

چون شعر تازهٔ حسن اندر سفینه ها

تا نظر بر رخِ آن خوش پسر افتاد مرا — بس خوش افتاد مرا آنچه در افتاد مرا

سودِ عشقم همه سودای سرِ زلفِ تو بود — تیره آن روز که سوده بسر افتاد مرا

عیب معذورِ غمِ عشق مگیر ای ناصح — زانکه در دست عجائب ہنر افتاد مرا

ہر زمان میروم از خود سوی اقلیمِ فنا — از وطن بین چه مبارک سفر افتاد مرا

من کجا صبر کجا حوصلهٔ عشق کجا — از قضا با دگران اینقدر افتاد مرا

درگذشتم ز ہوای گل و ریحان بہشت — تا بخاکِ سرِ کویت گذر افتاد مرا

حسن از خویش بریدم چو بدو پیوستم — من ز خود بیخبرم تا خبر افتاد مرا

اگر بخنده کشائی لب شکر خا را / رهین منت و احسان کنی مسیحا را

فسون بباد دهد آن لب شکر خا را / که آسمان بزمین آورد مسیحا را

اگر تو ای صنم از رخ نقاب بر داری / چو کعبه قبلهٔ عالم کنی کلیسا را

مرا بخانهٔ دل یوسفی بود که چو او / بهشت خانه میسر نشد زلیخا را

بداد من برسید آخر ای مسلمانان / که نیست ترس خدا آن نگار ترسا را

نگاه چشم تو میخواره ساخت زاهد را / خیال زلف تو دیوانه ساخت دانا را

حسن ز دیدهٔ گریان خویش حیرانم / که در حباب نهان کرده اند دریا را

دلستانی که جهانی نگران است او را / من ندانم که چه نام و چه نشان است او را

راه و رسم همه خوبان جهان مهر و وفا است / یار ما بین که نه این است و نه آن است او را

عشق هر چند نهان داشتم از یار ولی / شد یقینم که برین بنده گمان است او را

مگر از غمزه و ابروی خودش نیست خبر / زان لطیفی هوس تیر و کمان است او را

هر گدائی کہ بود خاک نشینِ در دوست — گوئیا سلطنتِ ہر دو جہان است او را

ہر کہ سودائی سرِ زلفِ تو در سر دارد — کے سرِ مو خبر از سود و زیان است او را

حسنؔ ناهه گو در شکرستانِ سخن

طوطیٔ ہست کہ شکر بدہان است او را

چوں بوحدت برسیدم بابا — از من و ما بریدم بابا

عشق زد چاک گریبان مرا — دامن از غیر کشیدم بابا

گوشم آگندہ شد از نغمۂ نے — پند ناصح نشنیدم بابا

خرقۂ زہد نہادم بگرو — ساغرِ بادہ خریدم بابا

چوں جمالِ حسن آمد بنظر

حق دریں آئینہ دیدم بابا

گل روئے تو شرمندہ کند لعل یمن را — وین زلفِ تو زنجیر کند مشک ختن را

از خندۂ شیریں چو در سلکِ تو دندان — بیقدر کند گوہر و ہم دُرِّ عدن را

لب تشنهٔ لعل تو اگر بیند میگون — کی یاد کند کوثر و آن جام حسن را

گر روی گلت بیند آن بلبل مهجور — شک نیست فراموش کند لالهٔ چمن را

در نقش را این سبز خطت بیند مانی
هرگز نکند قصد تصاویر حسن را

بستم از وصف دهان او زبان خویش را — کرده ام در دل گره راز نهان خویش را

قامتم خم گشت و فرصت همچو تیر از شصت رفت — گو به پیری از عصا زه کن کمان خویش را

سینهٔ پرگل ساختم پیرانه سر از داغ عشق — کرده ام رشک بهار آخر خزان خویش را

آنچنان کردم سفر از خویش کاندر راه من — می نه بیند دیده گرد کاروان خویش را

لعل شیرین ترا اگر شکر از جان بنده نیست — نیشکر چون بست در خدمت میان خویش را

ای حسن گر همچو صائب بایدت پاس نفس
پردهٔ مهر خموشی کن زبان خویش را!

ای منتخب ترین همه انتخابها — وصف جمال تست فزون از کتابها

ای آنکه از حسابِ مبرّا است ذاتِ تو
هر کس بجای خود ز تو گیرد حسابها

تو از خیال و خواب برونی و عقل ما
در بند انقلاب چو تعبیر خوابها

حسنت به پرده شور قیامت فگنده است
ای وای آن زمان که بر افتد نقابها

کیفیتی که در نگه چشم ساقی است
هرگز نیافت باده فروش از شرابها

چین بر جبین و خنده پنهان بزیر لب
دل می برد چه لطف نهان در عتابها

سوزِ درونم از سخنم سر زند حسن
غماز سوختن شده بوی کبابها!

بنازم از مددِ فیض آفتاب اینجا
که هست ذرّهٔ مانند بیحساب اینجا

چه سان کشند سر آزادگی که چون دستار
بمانند شیخ گرفتار پیچ و تاب اینجا

مشو فریفتهٔ روی سفید زاهد را
فریب تشنه دهد موج سراب اینجا!

دلی که گشت تهی تر ز هر دو عالم شد
که کرده اند نهان بحر در حباب اینجا

کجا بدولت پابوس شهسوار رسی
ز خود تهی نشوی تا تو چون رکاب اینجا

باآخرت غمِ دردِ سرِ خمارش نیست — هر آنکه او دو سه جامی خورد از شرابِ اینجا

بیا و عیشِ حسن تا نه کن که بی رخِ تو
فغان و نوحه بود نغمهٔ رباب اینجا

قطره قطره ز سرشکم شده دریا دریا — داغ داغم همه گل گل شده صحرا صحرا

دی و امروز بامیدِ وصالِ تو گذشت — بعد ازین نیست مرا طاقتِ فردا فردا

دل جدا عقل جدا هوش جدا این عالم — گشته آوازه بکوییت همه تنها تنها!

ترکِ دل گویم و بیدل ز تو دلبر نشوم — سر چه بادا برهِ عشقِ تو بادا بادا

دِل چرا شهرهٔ بازارِ ملامت نه شود — کرده بی سود بعشق این همه سودا سودا

همت در معنیٔ هر نازِ تو رازِ پنهان — رمز رمز است بهر غمزه و ایما ایما!

تا شدم شیفتهٔ زلفِ بلا بالائی — شور زنجیرِ جنونم شده بالا بالا

جز تو بر حاشیهٔ دل نکشم نقشِ دِگر — من و دلبستگیِ غیرِ تو حاشا حاشا!

بعد عمری ز حسن سر زده این تازه غزل

بی زبانِ ز بهر نو شد گویا گویا !

درس خوانِ مکتبِ مجنون فرهادیم ما — گرچه شاگردیم اما به ز اُستادیم ما

عشق ما را وارهاند از بندِ هستی عاقبت — بندهٔ عشقیم و ز بندهٔ خود آزادیم ما

از غم و شادیِ عالم روی دل برتافتیم — از پیِ دلبر گهی غمگین و گه شادیم ما

عشق آخر صد لقا بخشید ما را در فنا — بس که ویران کرده آن خانه آبادیم ما

بس که بود از صورت ما نور معنی آشکار — مادرِ ایام شد خوشنود تا زادیم ما

میبرد صد رشک بر بخت همایونم هما — تا به دامِ زلفِ مشکینش در افتادیم ما

سورهٔ اخلاص باید خواند بر خاک حسن

زانکه پای یار بگرفتیم و سر دادیم ما

ز بسکه با غم تو شاد کرده اند مرا — ز بندِ خویشتن آزاد کرده اند مرا

خدا کند که تو آیی دل خراب تر باشی — که از خرابیت آباد کرده اند مرا

خراب و بیخود و مجنون و واله و شیدا　　بعشق چون تو پریزاد کرده اند مرا

قسم بچشم تو کین غمزه و کرشمه و ناز　　شهید خنجر بیداد کرده اند مرا

عجب که مرحله پیمای کعبهٔ مقصود　　بغیر راحله و زاد کرده اند مرا

بپاس صحبت دیرین سگان آن کوی　　شنیده ام که گهی یاد کرده اند مرا

به بند دام قفس حاجتم نبود ولی　　رهین منت صیاد کرده اند مرا

مرید حضرت پیر مغانم ای ساقی　　بیار باده که ارشاد کرده اند مرا

بگو نه می بخورم کاندرین سرای وجود　　ز خاک میکده بنیاد کرده اند مرا

حسن بحرمت میم محمد عربی
بدفتر دو جهان صاد کرده اند مرا

ساقی ز باده نور صفا میدهد مرا　　مطرب خبر ز سر خدا میدهد مرا

زاهد برو بمیکده و ز باده پاک کن　　این بوریا که بوی ریا میدهد مرا

خضر مبارک است اگر پیر می فروش　　کز جام باده آب بقا میدهد مرا

عابد از آن خودی که تو داری بسی خوش است | این بیخودی که ره نجد امید هدمرا
پژمرده گلم که به بستان روزگار | ساقی ز باده برگ و نوا امید هدمرا
ناکامیم که مایهٔ صد کامرانی است | از عیش جاودانه صلا امید هدمرا
زانو بخدمت سگ کویش زنم که او | تعلیم در طریق وفا امید هدمرا
پیک دیار دوست چه فرخنده هدیه ایست | کو مژدهٔ ز شهر سبا امید هدمرا
خالش دل مرا بخم طره میکشد | این دانه ره بدام بلا امید هدمرا
ازمن مدار ظل همایون خود دریغ | زلفت نشان ز بال هما امید هدمرا

چشم حسن که شد نگران بر جمال دوست
یاد از حضور قبله نما امید هدمرا

شیرین دهنا طوطی شکر شکنا | شمشاد قدا سمن برا گلبدنا
جادو نگها پری نژادا صنما | زرین کلها دلبر سیمین ذقنا
از قامت و زلف عارض حور فریب | خجلت ده سرو سنبل و یاسمنا

چون غنچه بعرض لب کشایم اکنون — رشک چمن نگار گل پیرهنا

چه شود اگر شبی درائی ببرم

چون جان بهزار لطف جان حسنا

محتسب چون نمی آلود لب دندان را — بعد ازین طعنهٔ رندی چه زند مستان را

آه تا چند غم توبه خورم ای ساقی — یکدو پیمانه بده شکنم پیمان را

گر نخواهی که شود سلسلهٔ دل برهم — بعد ازین شانه مزن طرهٔ مشک افشان را

زاهدا عمر گرو کن بمی ناب امروز — تا بفردا نخوری هیچ غم حرمان را

چون حسن چند بر خرقهٔ تقوی پوشی

ایکه پنهان بمی آلوده کنی دامان را

گر غم خورد و گر شود شاد رقیب — انکان وصالها نصیبی ونصیب

سینا بود ز سینهٔ دلشیان آگاه — بیماری عشق به نگردد ز طبیب

گر پشت کند بهر دو عالم برجاست — آنکس که نهاد روی خود سوی حبیب

مَن لَیسَ لَہُ شَرَفَۃٌ فِی النَّسَب ‌ ‌ لَا یَنفَعُہُ تَصَرُّفَاتِ التَّادِیب
اَلمَرءُ یَکُونُ مُقبِلاً بِالمَعنیٰ ‌ ‌ اِن شَابَہٗ مُدبِرٌ بِہٖ فِی التَّرکِیب

دیدار کجا و باغ فردوس کجا ‌ ‌ در دہر ناصح است پند و ترہیب
از کوچۂ دوست من بجای نزدم ‌ ‌ واعظ چہ کنی مرا بجنت ترغیب
ای واعظ شہر چند گوئی موعظتم ‌ ‌ چون نیست حسن ترا بترغیب و ترہیب

چون شعر حسن کے نگفتہ شعرے
از معنے صاف و کلمہ بالتہذیب

ای روی لعزیب ترا بندہ آفتاب ‌ ‌ وز پرتو جمال تو شرمندہ آفتاب
بر آفتاب گر تو زنی خندہ در خوراست ‌ ‌ زان سان کہ بر ستارہ زندہ خندہ آفتاب
جز عارض تو در خم گیسوی مشکسا ‌ ‌ در شب کسی ندیدہ فروزندہ آفتاب
ہر صبح بر سر پائے تو مے ساید از نیاز ‌ ‌ زین روی یافت دولت پائندہ آفتاب

ہمچوں حسن علم زدہ بر چرخ چارمیں
برپای یار بسکہ سر افگندہ آفتاب

ای عرش فرش زیر لوای مبارکت کونین سر نہادہ بپای مبارکت !
دیدار حق چرا نکنم در جمال تو مرآت حقنما است لقای مبارکت
یاذالکرم ز رحمتِ عام تو دور نیست گر جا دہی مرا بر دای مبارکت
ہر صبحدم بہ بال و پر خویش جبرائیل جاروب میکشد بسرائے مبارکت

شعر حسن کہ ورد زبان ملائک است
شد فیضیاب مدح و ثنای مبارکت

جہان جسم و محمد ہمچو جان است ازیں رو نام او جان جہان است
ازو پیدا است نقش ہر نشانی اگرچہ در حقیقت بی نشان است
بصورت جامع اسرار معنے بمعنے در ہمہ صورت عیاں است
رخش از روضہ رضوان بہارے قدش در باغ جان سرو روان است

حسن را زلف او عمر دراز است
لب لعلش حیات جاودان است

محمد روح عشق و جان عشق است
چگویم جان که جانان عشق است

محمد دُر دریای حقیقت !
محمد گوهری از کان عشق است

محمد مخزن فیض و جود است
محمد مطلع دیوان عشق است

درا در حلقهٔ رندان که در وی
محمد ساقی مستان عشق است

محمد قبلهٔ دل کعبهٔ جان
محمد دین و هم ایمان عشق است

محمد جمله عشق آمد ازین رو !
دل و جان حسن قربان عشق است

ای سرور انبیا علیک الصلوة
وی افسر اصفیا علیک الصلوة

ای رهبر گمرهان دور از مقصود
وی هادی رهنما علیک الصلوة

ای زلف سیاه عنبرینت واللیل
وی روی تو والضحیٰ علیک الصلوة

ای روی مبارکت ز حسن ازلی — آئینہ حق نما علیک الصلوٰۃ

ای خواجہ مقتدی رسولِ عربی — وای احمد مجتبیٰ علیک الصلوٰۃ

بر اہل عرب قدوم نور افشانت — شائستہ مرحبا علیک الصلوٰۃ

ای زندگی حسن ز لعلِ لب تو

وی دردِ مرا دوا علیک الصلوٰۃ

مرغ دل را آشیانِ دیگر است — عالم جان خود جہان دیگر است

در مکان باشیم بیرون از مکان — کز مکان بیرون مکان دیگر است

فارغم از خط و خالِ دلبراں — دلبر ما دلستانِ دیگر است

کشتہ مژگان و ابرو نیستم — ناوکِ عشق از کمانِ دیگر است

سر بمسجد کے فرود آرم حسن

قبلۂ من آستانِ دیگر است

آنکه من شیدای اویم بر من او شیدا شداست — آنکه من پنهان در او و هم در من او پیدا شداست

صورت از معنی او معنی نیست از صورت جدا — معنی من عین صورت صورتم معنی شداست

گوهر یکدانه ام گر دیده پنهان زیر کان — قطرهٔ ناچیز من مستغرقِ دریا شداست

ظاهرم مجنونِ عشق و باطنم لیلی حسن — لیلیم مجنون شد و مجنونِ من لیلی شداست

از درونم عاشق خود و ز برون معشوق خویش
صد قیامت ای حسن از عشق من پیدا شداست

ای مصحفِ زیبای رخت جامع آیات — پیداست ز آیات رخت عین عنایات

آیات تو پیداست ولی دیده ببستند — از رویت آیاتِ تو ارباب روایات

ای واعظ پر ولوله هرگز نتوان یافت — اسرارِ معارف بتماثیل و حکایات

هر رمز که گفتیم صریح است ولیکن — کو صاحب حالی که بفهمد ز کنایات

از سر کمالِ تو حسن کی شود آگاه
گر رخت بدایات کشد سوی نهایات

چنین شوخی پریوی که دیداست
چنین سرو سمن بوئی که دیداست

مکن ای فتنه تکلیف نگاهش
دو چشمش از حیا سوئی که دیداست

صبا باری خبر ده مشک چین را
کز ینسان عنبرین موی که دیداست

بعالم جز تو ای یار دلارائی
دلارامی و دلجوئی که دیداست

سحرگه آئینه روی ترا دید
نمیدانم که او روی که دیداست

درو عقل بشر را رهگذر نیست
چنین پیوسته ابروی که دیداست

میان ترکمانان چون تو ای شوخ
ستمگاری جفاجوئی که دیداست

نکو گفت آن نکوگوئی که چون تو
نکوروئی نکوخوئی که دیداست

نیارد یاد از گلزار فردوس
دلم یارب سر کوئی که دیداست

بوصف غمزه اش سنجیده گفتم
بدل تیر ترازوئی که دیداست

عجب دارم ز خال عارض او
درون کعبه هندوئی که دیداست

چنین برفته شد آن آفت هوش
بدینسان چشم جادوئی که دیداست

حسن در نکته سنجان چو نتو هر گز
سخندانی سخنگوی که دید است

در دل معنی شناسان تو نور دیگر است
در سر صورت پرستان تو شور دیگر است

خود ظهور ذات تو شد پردهٔ اخفای تو
اندرین اخفا بچشم من ظهور دیگر است

عشق سرتاپا غم آمد لیک اندر هر غمی
ذوق دیگر لذت دیگر بهر درد دیگر است

گر شعورت هست بگذر از شعور خویشتن
کز شعور خود گذشتن را شعور دیگر است

من نه تنها در غمش بی صبر و آرامم حسن
عشق را هر گوشه چون من ناصبور دیگر است

چون عشق ز رخ نقاب برداشت
بس فتنه که سر ز خواب برداشت

من خود چو حجاب دوست بودم
عشق آمد و آن حجاب برداشت

رخسار تو ظلمت وجودم
چون ابر ز آفتاب برداشت

بربود ز کف عنان هوشم
ساقی چو بکف شراب برداشت

چون هستی بحر شد نمودار — خود را ز میان حباب برداشت

خورشید جمال دوست بنمود

چون دیده حسن ز خواب برداشت

رسید عید لب ساغر شراب نزدیک است — بروز غرهٔ مه و آفتاب نزدیک است

ز قامت و رخ او صد قیامت است بپا — که یک علم بزمین آفتاب نزدیک است

خطش بچاهِ زنخ زولفی دگر دارد — چو سبزه که ز آتش بآب نزدیک است

چو خنده که زند برق و آتش افشاند — ظهور لطف ترا صد عتاب نزدیک است

ترا ز هستی موهوم دوری است از خویش

حسن وگرنه بدریا حباب نزدیک است

سینه جولانگهِ سمند کسی است — دل اسیر خم کمند کسی است

آسمان سیر مند نالهٔ ما است — معنیٔ قامت بلند کسی است

بتغافل گذشتن از عاشق — شوخیٔ طرز دلپسند کسی است

دررهِ شوق توتیا گشتن ! | شیوهٔ عجز مستمند کسی است !
جستنِ برق دیدم و گفتم | شعلهٔ آه دردمند کسی است
بتمنای شعله پرشمردن | اختراعِ گل سپند کسی است !

چون کنم عزم کوی غیر حسن
دل شوریده ام به بند کسی است

دل من بندهٔ فرمان عشق است | رهینِ منت و احسانِ عشق است
بو آباد تر از کعبه و دیر ! | دلی کز درد غم ویران عشق است
متاعِ دین و دنیا میفروشم | دران شهریکه کفرستان عشق است
همین عشقش سر و سامان بود بس | کسی کو بی سر و سامانِ عشق است
بمیر ای عاشق بیدل که مردن | دوای دردِ بی درمان عشق است
درآ در بتکده بنگر خدا را | عجب وردی ظهورِ شانِ عشق است

باده ساقی حسن را ساغر مے!

که مستی شیوهٔ رندان عشق است

ترک خونخوارِ من این است این است
آنکه او رهزنِ دین است این است

آنکه زه کرده کمان ابرو
بهر قتلم بکمین است این است

آنکه چون مردمک اندر چشم
روز و شب پرده نشین است این است

آنکه چون زلفِ خود از روی عتاب
بجبین چین بجبین است این است

تا رخش در بحر و گلشن پرتو مهتاب ریخت
اخگری در عندلیب و ماهی بیتاب ریخت

نالهٔ شبگیر بلبل نیست مقرونِ اثر
صبح از شبنم زبس در گوش گل سیماب ریخت

رود نیل شوق شد بر جادهٔ دشت جنون
بسکه چشم ما بدردِ فرقتش خوناب ریخت

از تفِ دل در شبِ بیخوابی آن گرم خو
پهلوی با شعلها در بستر سنجاب ریخت

دوش حسنِ بیحجاب یار از ابر نقاب
رنگ شوخی در طلسم محفلِ احباب ریخت

مطرب بلبل صفیری با لب معجز بیان — رنگ عشرت دی بزم از جنبش مضراب ریخت

شب ز شرح ناله شبگیر جان سوز حسن

همچو اشک از دیده خلوت نشینان خواب ریخت

در دل خیال چشم تو خنجر شکست و ریخت — مژگانت در جگر سر نشتر شکست و ریخت

تنها نه سنبل از غم زلف تو تاب خورد — از قامت تو سرو و صنوبر شکست و ریخت

قاصد ز دوری ره کوی تو پیر شد — شهبال در هوات کبوتر شکست و ریخت

روبه دلان کجا به حریم تو پا نهند — ناخن بوادی تو غضنفر شکست و ریخت

از بیم ذوالفقار دو ابروی تیز او — بر فرق پر دلان سر مغفر شکست و ریخت

بنگر بچشم مهر که شمشیر و آینه — از تیزی نگاه تو جوهر شکست و ریخت

شهباز فکر و وهم اولی الاجنحه حسن

در جستجوی کوی تو شهپر شکست و ریخت

جدا از روی تو گل گشت نو بهار عبث — چنانکه بی گل بستان نظر بخار عبث

بقتل من نشوی گر تو شرمسار ای شوخ — خدا مرا مکناد از تو شرمسار عبث!

چه جام می دل زاهد لبالب از خون است — بزهد بسکه بسر برده روزگار عبث

چو راه نیست بخلوت سرای او کس را — دلا مرو بدر یار بار بار عبث

دران دیار که از در دیار نیست اثر — بدر دیار منه پای در دیار عبث

تو با رقیب بخلوتسرا نشسته و من — ستاده ام بسر راه انتظار عبث

ملاف از پدر مرده همچو بی هنران — باستخوان چه کنی چون سگ افتخار عبث

کجا رسد هوس سست پایه بپایه عشق — دود پیاده بدنبال شهسوار عبث

حسن نشان خرابیست کثرت یاران
زگریه چشم عنایت دگر مدار عبث

ای تیر ترا سینه عشاق اماج — وی چشم تو ترکانه کمر بسته بتاراج

رخسار تو اندر خم آن طره مشکین — گویا که چراغی شده روشن بشب داج

از غمزه چشم تو رها کی شود این دل — در پنجه شهباز اسیر آمده دراج

چشم تو نگر ترک سیه پوش ستاده ست
صف بر زده بهر کمکش از مژه افواج

باری قدمی رنجه کن ای دوست که با شد
روزم همه نوروز و شب من شب معراج

آنکس که ز کوی تو کف خاک بسر برد
ننگش بود از فرو عارش بود از تاج

سرسبز بُد از هر سر موی حسن امروز
دلیشب که برآمد سخنی از لب حلاج

زهی کلام فصیح و زهی جمال ملیح
که هر که بیندت او یاد میکند تسبیح

خوشم بوی تو ای رشک نوبهار که نیست
بنگهت گل روی تو حاجت تصریح

بعید نیست بخلق کریمت ای قاتل
کز آب خنجر خود ترکنی گلوی ذبیح

بمعجز لب جان بخش تو خوشم که کسی
بروزگار تو هرگز نه کرده یاد مسیح

کسیکه بهره نه ز تنقیح راز عشق نیافت
کجاش عقده دل برگشاید از توضیح

امید بوسه پدید آمد از تبسم یار
که ابلغ است حسن این کنایه از تصریح

چو کوی تست شهیدانِ عشق را مسلخ　　شهید خنجر تو هر که نیست صد آوخ

ز مردمی است کمالات مردمان ورنه　　چو ریشه را ببری سبز کی بماند شخ

چه آتش است ز عشق تو در دلم که ازان　　برآورد ز درون بانگ الامان دوزخ

ز سرد مهری گردون فسرده دل شده ام　　که نیکوئی کنم و می نویسیدش بر یخ

نمیشود اثرِ طاعت از ریا پیدا　　چه گونه بر دهد آن مزرعی که خورد ملخ

بگیر دست بشو از طعام اهل دول　　مدام سوال محبان چو گربهٔ مطبخ

چو حق اخوهٔ قلاخ فرو گذاشت حسن

تعشش بزن که مناسِب فتاد لغت با آخ

ز بسکه هست نگاهت بدلبری گستاخ　　ندیده چشم سیاه ترا پری گستاخ

چو بی نقاب برائی نمیتواند کرد　　نظر بروی تو خورشید خاوری گستاخ

به پردهٔ حسنِ تو صد شور در جهان انگیخت　　چه فتنه خیزد اگر پرده بر دری گستاخ

کشد ز شرم تو خورشید پا بدامن صبح　　اگر تو سر ز گریبان بر آوری گستاخ

بسانِ ابروی تو کس بزیرِ طاقِ سپهر — نبرده است به تیغِ ستمگری گستاخ

چه طاقت است که سرو و صنوبر و شمشاد — بقامتِ تو زند لافِ همسری گستاخ

حسن چگونه ز سرِّ نهان خبر ندهد
که شد زبانِ قلم در سخنوری گستاخ

ایمان چه بود دولتِ دیدارِ محمد — جنت چه بود سایهٔ دیوارِ محمد

در حضرتِ ایشان نبود بار ملک را — جبریل نشد واقفِ اسرارِ محمد

کونین نیرزد به بهایِ سرِ مویش — زین نرخ خبرده بخریدارِ محمد

خورشید که آفاقِ جهان زو شده روشن — یک ذرهٔ نور است ز انوارِ محمد

صد خضر شود زنده و صد همچو مسیحا! — از لذتِ جان پرورِ گفتارِ محمد

صد یوسف و صد همچو زلیخاست خریدار — در حیرتم از گرمیِ بازارِ محمد

هر نکته ز شعرِ حسن اعجازِ مسیحاست
از فیضِ لبِ لعلِ شکر بارِ محمد

منم خاکِ سرِ کوی محمد — اسیرِ حلقهٔ موی محمد

نمازِ عشق هردم میگذارم — به پیش قبلهٔ روی محمد

سجودِ عشقبازان است هردم — بمحرابِ دو ابروی محمد

حسن و آزادی من هر دو قربان — بسروِ قدِ دلجوی محمد

اگر چشمم بهر روئیست مائل — بود روی دلم سوی محمد

ازانم مائلِ هر گلعذارے — کزو مے آیدم بوی محمد

جهانے در خیالِ لیلة القدر

حسن در بند گیسوی محمد

سراپا نازِ ی و ناز از سراپایتو میخیزد!

تجلیٔ حق از حسن دلارائیتو میخیزد

خرامت محشر انگیز و نگاهت عشوه میریزد

بلای فتنه در عالم ز بالائیتو میخیزد

چو نازت بہ سرِ رقص آورد در بزمِ محبوبی!
قیامت در جہان از جنبش پاۓ تو میخیزد!

گہی از شوق پا کوبان گہی از ذوق دست افشاں
تعالی اللہ چہ ناز از قدِ رعناۓ تو میخیزد

چہ ناز است اینکہ در چشمِ دلاشوب تو مے بینم
چہ شور است اینکہ از لعلِ شکر خاۓ تو میخیزد

چہ سر است اینکہ در ہر رمز و ایماۓ تو محو شد
چہ نور است اینکہ از خورشید سیماۓ تو میخیزد

صبا پیش جمال اللہ ز احوال حسنؔ برگو
کہ مارا ہر زمان در دل تمناۓ تو میخیزد

جمالِ روی تو در هر دلی که جا دارد | خیالِ سیرِ بهار و چمن کجا دارد

کجا دلبود بمنِ مبتلاش پروای | که صد چو من بغمِ عشق مبتلا دارد

عجب مدار که بیگانه از جهان باشد | کسی که او بجهان چون تو آشنا دارد

کسی که آئینهٔ دل نهد به پیشِ نظر | چگونه حاجتِ جامِ جهان نما دارد

کجا بسوی منِ خسته دل کند نظری | که نرگسِ همه از دیدنش حیا دارد

زغمِ مرگ چه اندیشد آن دلِ بیمار
که چون حسنؔ لبِ او نسخهٔ شفا دارد

دوش از لعلِ لبش آبِ حیاتم دادند | وز حیاتِ ابد از مرگ نجاتم دادند

ساقیانِ ملکوتم همه در جامِ وصال | هر زمان شربتِ از قند و نباتم دادند

از سرِ ناز و ادا بردگیانِ جبروت | یکسر از دولتِ دیدار زکوٰتم دادند

روشن از پرتوِ اسما و صفاتم کردند | بعد از آن راه بخلوتگهِ ذاتم دادند

هوشم از سر خوشیِ بادهٔ وحدت بردند | تا که از آگهیِ غیر نجاتم دادند

برق در خرمن اینصورت موہوم زدند — وانگہ از ہستی جاوید براتم دادند

چوں حسن آتشم از برق جلال افگندند

تاکہ از فیضِ جمال ایں درِ جاتم دادند

دوش در کوی مغاں بر اہگذارم دادند — میفروشان بدر میکدہ بارم دادند

گرچہ بیکار چو زہاد نشستم چندے — بازہ با ساغر و مینا سر و کارم دادند

گرچہ داغی بجگر داشتم از ہجر وے — دولتِ وصل بتِ لالہ عذارم دادند

بلبلی دلشدہ از باد خزاں بودم لیک — ایں زماں مژدہ ایام بہارم دادند

خاکسارم لبسرِ کوی تو ہر چند وے — جان چو نور دریں مشت غبارم دادند

بر کنار از ہوس صحبت اغیار شدم — تاکہ آں یار گرامی بکنارم دادند

چوں حسن خاک شدم از مددِ باد صبا

عاقبت رہ لبسرِ کوچہ یارم دادند

شراب درد کاندر جام کردند — نصیبِ عاشق بدنام کردند

گره کز طرّهٔ لیلیٰ گشادند — دل مجنون اسیر دام کردند

قضا روزیکه نقش دار بربست — سوی منصور از آن پیغام کردند

قد رعنای آن سرو دلارا — قیامت بود قامت نام کردند

نثار زلف و رخسار تو ای ماه — ملائک ورد صبح و شام کردند

هلال عید میبینم که ناگاه — اشارت بر لب آن بام کردند

حسن آه و فغان و گریه و سوز

ز عشقم این همه انعام کردند

عاشقانی که بدینگونه فدائی تو شوند — مرده از بهر تو و زنده برای تو شوند

غمزه را رخصت خونریزی عشاق مده — تا همه کشتهٔ شمشیر ادای تو شوند

بر سر منتظران گر تو قدم رنجه کنی — از دل و جان همه خاک کف پای تو شوند

از شب هجر تو شد روز قیامت برپا — روی بنما که همه محو لقای تو شوند

با حریفان لب شیرین به تبسم بگشا — تا بدین شکر شکرریز ثنای تو شوند

می ندانند مگر شان گدایانِ ترا　　ورنه شاهانِ جهان نیز گدائیتو شوند

تا تو از راهِ وفا پا بسرِ خاک نهی　　عاشقان خاک سرِ راهِ وفائیتو شوند

جان بکف کرده لبانِ حسن ارباب وفا

تا که قربان سرِ تیغِ جفائیتو شوند

دیدی آخر که بمن عشق ستمگار چه کرد　　با دلِ سوخته و دیدهٔ خونبار چکرد

عشق تنهانه مرا کشت بشمشیرِ جفا　　حالِ منصور ببینید که بردار چکرد

بیوفائی عجبے نیست ز اغیار ولی　　عجب اینست که آن یار وفادار چکرد

هیچ دانی که باشفته دلانِ غمِ عشق　　خالِ هندو و هیو طرهٔ طرار چکرد

مردم آزار ازے بد نگوئیہ ندید است کسی　　چشم خونخوار تو با عاشقِ بیمار چکرد

آخر ای اہل دل امروز بدادم برسید　　کز جفا با دلم آن شوخ ستمگار چکرد

بُرد نقدِ دل سرمایهٔ دین داد بباد

آه یارب به حسن آن بتِ عیار چه کرد

چو انسان جامع اسمابر آمد — گرامی گوهر از دریا بر آمد

چو معنے اشد بصورت پرتو انداز — زصورت پرتو معنے بر آمد

چو آن بیرنگ رہم عشق در زید — ز بیرنگی برنگ ما بر آمد

پس ہر ذرہ حسن روی جاناں — چو خورشید جہاں آرا بر آمد

بیا بنگر کہ اندر کثرتِ موج — جمالِ وحدت دریا بر آمد

دلم دیوانۂ عشق نگاریست — کزیں دیوانگی دانا بر آمد

جمال اللہ چوں شد جلوہ فرما — حسن در عشق او شیدا بر آمد

غزل

آنجا کہ شہسوارِ جنوں ترکتاز کرد — چون چشم دلبران بہ صد فتنہ باز کرد

باد او را ز رشتۂ عمرش چو زلفِ یار — واعظ کہ قصۂ سر زلفش دراز کرد

در زیر پردہ لب بہ تبسم کشاد و گفت — آں کیست کز دہانِ من افشای راز کرد

نازم بقدر و منزلتِ کشتگان دوست
جبرائیل بر شہید محبت نماز کرد

موجود جز حقیقت حق چیست در جہاں
زاہد ز جہل طعنہ عبث بر مجاز کرد

ترسم کہ خجلتے نبرد زاہد از خدا
بے سوز سینہ خرقہ سالوس ساز کرد

خاکِ سیاہ بر سر اہلِ نیاز ریخت
مشاطۂ کہ سُرمہ چشمت ز ناز کرد

دارد خبر ز طرہ و رخسار مہوشان
چشمے کہ در سیاہ و سپید امتیاز کرد

با کس نکرد دشمن جانی چنین ستم
زانسان کہ با دلِ حسنؔ آں دلنواز کرد

خود یار من عیاں شود و خود نہاں شود
ایں طرفہ خود چنیں شود و خود چناں شود

خود عاشق و خود معشوقِ خویشتن
خود دل بخود سپارد و خود دلستاں شود

خود سوئے کعبہ آید و گردد امام خلق
خود در میانِ میکدہ پیر مغاں شود

گاہی فرد کشد بگریباں سر نیاز
گاہی ز ناز از ہمہ دامن کشاں شود

گر از رقیب روی بگرداند از حیا

گر بر حسن نه روی کرم مهربان شود

حیف گر من با اجل روح روان خواهم داد
آنکه دل بُرد ز من جان بجان خواهم داد

دوستان دور ز خاکِ درِ او جان ندهم
سر هم بر درِ جانانه و جان خواهم داد

گر بجا کم بنوازد ز درش بادِ صبا
قیمتِ خاکِ درش هر دو جهان خواهم داد

روز محشر که رود پرسش خونی جگران
من هم از داغ تو چون لاله نشان خواهم داد

در میخانه حسن قبله حاجات من است

سجده بر خاک درِ پیر مغان خواهم داد

دل هواداری آن قامتِ رعنا میکرد
مشتِ خاکی هوسِ عالم بالا میکرد

عاشقے عاقبت انجام بمعشوقی یافت
یوسف آن کرد در آخر که زلیخا میکرد

بهر آن ماه که چه از دو گهر خوبی او
صورتِ خویش در آئینه تماشا میکرد

آه یکچند اگر حوصله امید داشت نباد
عاقبت ناز تو روز لیش تمنا میکرد

گر نه شرمندهٔ چشم تو بدی آهوی چین — از چه از راه خطا روی بصحرا میکرد

سرکشی گر نه فروتر ز تواضع بودی — ابر از بهر چه دریوزهٔ دریا میکرد

پایمال ار نشدی دوش ز دستِ تو حنا — دعوی خون شهیدان تو برپا میکرد

در جمالِ رخِ زیباش قبولی دگر است — ورنه هر کس ز ره دیده بدل جا میکرد

زاهد ار ذوق میِ ناب محبت میداشت — فهم رمزِ سخن از قلقل مینا میکرد

لوح آدم که ز آثار قلم هیچ نداشت — عشق تدریس جنون با من شیدا میکرد

آه دل سوز شب و نالهٔ بجانگاه سحر — کاش با زلف و رخش راز هویدا میکرد

هر که میگفت بمجنون که خداوند تو کیست — سجده میداد و اشارت سوی لیلی میکرد

بوسهٔ گر ز لبِ لعل تو امداد شدی
شعرمان بخشش حسن کار مسیحا میکرد

چون درِ میخانه امشب باز شد — ساقی و مطرب بهم دمساز شد

هر زمان از حسنِ شور انگیز یار — رسم ناز و دلبری اغاز شد!

زود ای ساقی بگردان دورِ جام — شوخ من مستِ شرابِ ناز شد

غمزه‌اش کشت و تبسم زنده ساخت — چشم او با لب دگر همراز شد

آن لبِ جان‌بخش بهرِ کشتگان — چون مسیحا برسرِ اعجاز شد

برد عشقم بر فضائی لامکان — طائرِ جان باز در پرواز شد

عشق را تا کی نهان دارم حسن
غمزهٔ آن دلستان غماز شد

کو اشک در غمِ تو مرا پرده در شود — بس آبرو که حاصلم از چشمِ تر شود

خون گشته است این دلِ نالان که هر سحر — مرهونِ منتِ نفسِ بی اثر شود

وصفِ دهانِ تنگِ تو محتاجِ شرح نیست — لب بسته‌ام از انکه سخن مختصر شود

تسکینِ شوقِ دل نشد از بوسهٔ لبت — آتش فزود چگونه ز آب گهر شود

کی روزِ غم شود شبِ قدرِ وصالِ دوست — نبود عجب اگر ز قضا اینقدر شود

هر ذره که یافتم برهت خاک کرده‌ام — ای عشق تا ز فیض تو ام خاک زر شود

ایجاد لعل میکنم از چشم خون فشان
این طرفه صنعت است بخون جگر شود

زاهد کجا و زهد جهان سوز تا کجا
هر کور باطنی نه ز اهل نظر شود

سرمایهٔ حیاتِ ابد مے توان شمرد
گر ساعتے ز عمر بیادت بسر شود

آنرا که ضعف بینش معنے بود حسن
کحل الجواهرِ بصر آن خاک در شود

همیشه این دل شوریده مبتلائے تو باد
ز خویشتن شده بیگانه آشنائے تو باد

ز بندِ عشق تو آزادگی نمے خواهم
کمند گردن من زلف مشکسائے تو باد

مراز کعبه و بتخانه مدعا این است
که قبله ام خم ابروئے دلکشائے تو باد

زناز گر نکنے جا بدیدهٔ مردم
خدا کند که چو مردم بدیده جائے تو باد

اگر برائے غم من دل تو شاد شود
غم از برائے من و شادی از برائے تو باد

اگر بسوزدم آتش و گر برد آبم
دگر چو خاک شوم خاک در هوائے تو باد

گهی بعارضِ گلرنگ و گه بسرو قدت

حسنؔ چو بلبل و قمری غزل سرائیِ تو باد

هر زمان سجدهٔ من در خمِ ابروی تو باد
کعبه ام کوی تو و قبلهٔ من روی تو باد

بندهٔ عشق توام ای شهِ خوبان جهاں
طوق در گردنم از حلقهٔ گیسوی تو باد

ایکه شمشیر بکف آمده بسم الله
بسملم کن که قضا نیز رضا جوی تو باد

ایکه پهلو تهی از عاشقِ غمدیده کنی
کاش جائی منِ غمدیده بپهلوی تو باد

چونکه در زندگی ام دست رحم سوی تو باد
بعد مردن بلحدہم رخِ من سوی تو باد

آفتِ هوشِ من و رهزنِ جان و دل و دین
خالِ هندوی تو و نرگس جادوی تو باد

چوں بمیرم بسر تربتِ من گل مغشاں

زلف بکشا که حسنؔ زنده دل از بوی تو باد

امشب نگر زرحمت درها کشاده بود
کان شاه سوی خویش مرا وعده داده بود

شب بود ابر بود عسس هم بخواب بود
دربان مست خفته و درها نه داده بود

رنگین پیاله بود و لب یار سرخ بود هم چنگ می و مطرب و ساقی فتاده بود

رفتم درون خانه و گشتم بگرد یار او مست خفته شمع بیک پا ستاده بود

بوسیدم از دهان و لب لعل آن نگار سر را بناز بر سر بالین نهاده بود

جستم دوای درد غمگنا که پیاله بود با عاشقان مسکین درمان نداده بود

چشمی گشاد و گفت حسن چیست حال تو
گفتا که سالها هوس لعل باده بود

شب نیست کز غمت ز دلم خون نمیرود وز سوز سینه آه بگردون نمیرود!

یادم نبوده در غم عشق تو یک سحر کز گریه سیل اشک بهامون نمیرود

گو سیل آب هر دو جهان را برد ز جا نقش محبت از دل محزون نمیرود

خوبان بخند گر بهم آیند صد هزار لیلی ز یاد خاطر مجنون نمیرود!

تلخست عیش زندگی خلق ای حسن!
جائیکه ذکر آن لب میگون نمیرود

دود آہم کہ ز دل ہر نفسے مے آید
یادم از طرۂ مشکین کسی مے آید

اندرین میکدہ یارب چہ دلارا صنمی است
کہ پی سجدہ ببوسیش ہوسی مے آید

گفتمش وصل تو ای دوست بجان میخرم
گفت زینگونہ خریدار بسی مے آید

آمد آن شوخ کہ فریاد برآرد ز دلم
من گمان بردہ کہ فریادرسی مے آید

گر حسن میل لب لعل تو دارد چہ عجب
بر سر قند ہمانا مگسی مے آید

ایکہ دل خون ز من غمزۂ جادوئے تو بود
وانکہ جان را بتن آورد ہمہ بوئے تو بود

کاز آن سجدہ کہ در پیش بتان میکردند
ہمہ رو سوئے تو بود ہمہ سو روئے تو بود

صبحدم باد صبا زلف ترا برہم زد
دل مسکین حسن در خم گیسوئے تو بود

خوش آنکو محو دیدار تو باشد
بجان و دل خریدار تو باشد

خوشا ہر کس کہ در ہر کار و باری
ز خود بیکارہ و در کار تو باشد

خوشا آزادهٔ از بند هستی — که او چون من گرفتار تو باشد
چه شیرین است عیش عاشق زار — که مست ذوق گفتار تو باشد
بود شیرین تر آن دشنام از قند — که از لعل شکربار تو باشد
توئی در دلربائی یوسف امروز — که نیسان روز بازار تو باشد
دل و جان حسن ای سرو رعنا — فدای طرز رفتار تو باشد

با صد غم و غصه مبتلا کرد — عشق تو به این بمن جفا کرد
از دیده هزار سیل خون ریخت — عشق تو بهر دلی که جا کرد
در مذهب عشق مفتی دین — خون من بیگنه روا کرد
با خنجر و تیغ کرد نتوان — کاری که کرشمهٔ او ادا کرد
دشمن نکند هر آنچه آن شوخ — در صورت دوستی بما کرد
یکبار وفا نکرد با من — جز جور و جفا که بارها کرد

بیگانہ شد است از دو عالم
تا با تو حسنؔ دل آشنا کرد

دل تا بغم تو مبتلا شد — بیگانہ ز خویش و آشنا شد
سر بر قدم تو ام فدا شد — بہتر شد و خوب شد بجا شد
این زہد ریا روا است ہیہات — یک جرعۂ بادہ ناروا شد
زاہد چو نشست بر مصلا — از بوی ریاش بوریا شد
در راہ طلب مسافتی نیست — عشقم سوی دوست رہنما شد
ہر کس کہ طمع برید از دل — شایستۂ وصل دلربا شد

آنکس کہ حسنؔ اسیر او نیست
از بند زمانہ کے رہا شد

غزل

گر پی قتل بشمشیر تو ایماء بخشند   عاشقان سر برضا جان بتمنا بخشند

بو العجب کافر عشقم که همه مغبچگان   جای زنار مرا زلف چلیپا بخشند!

نعمت هر دو جهان گر بدل ما بخشند   همچو اهلبیت که از کوزه پشیزیا بخشند

از گریبان فلک سر بدر آرند حسن

گر بوحشت زدگان دامن صحرا بخشند

ز سر تا بپا عاشق ار دیده باشد   کی از دیدنت سیر گردیده باشد

خیال قدت جا گرفت است در دل   چو مصراع دلکش که سنجیده باشد

بترسم چو بر چشم من پا گذاری   مبادا آن کف پای رنجیده باشد

نه مالید سر هر که بر خاک پایت   ز حسرت بسی دست مالیده باشد

اگر بگذری بر گل و لاله خندان   لب غنچه دیگر نه خندیده باشد

ازاں بار یار از صبا باز پرسم — کہ شاید ز من یار پرسیدہ باشد

بمنت ہم دیدہ بر خاک کویت — کہ منت ز خاکِ تو بر دیدہ باشد

مکش سرمۂ ناز در چشم فتّان — رہا کن کہ ایں فتنہ خوابیدہ باشد

مشوراں بدشنام آں لعل شیریں — دلی را کہ از عشق شوریدہ باشد

چہ گوئی بسنبل ازاں زلف مشکیں — کہ چوں موئے بر خویش پیچیدہ باشد

بدزدی حسن بوسہ گیرم ازاں لب
کہ ارزاں چو کالائی دزدیدہ باشد!

درچمن قصۂ آں عارضِ گلگوں کردند — از خجالت دل ہر غنچہ پر از خوں کردند

زلفِ مشکینِ تو فرخندہ تر از بالِ ہماست — سایہ اش بر سرم از بخت ہمایوں کردند

مشت خاکے ز سر کوچہ لیلےٰ بردند — تا سرشتند وازاں قالبِ مجنوں کردند

شاخ طوبیٰ اگر از خلد بریں آوردند — تا کہ اندازہ آں قامت موزوں کردند

جوش زد قلزمِ عشق از دل او پیدا شد — یک حبابی کہ ازاں گنبد گردوں کردند

باده حکمت اشراق بمستان دادند | خم خالی شده تفویض فلاطون کردند

چشم فتان تو گر رهزن دینم میشد
از چه بیچاره حسن را بتو مفتون کردند

کسیکه بر رخ زیبای تو نظر دارد | عجب معاینه در صورت بشر دارد
ز حسن تست هویدا فضیلت آدم | زهی کمال پدر کاینچنین پسر دارد
چنانکه دیده بدیدارت آرزومند است | دل آرزوی تو از دیده بیشتر دارد
چگونه راه بکوی ملامتم نبود | که عشق فتنه و غوغا و شور و شر دارد
بگو بزاهد مسکین که کنج خلوت تو | نه همچو صحبت پیر مغان اثر دارد
مگیر عیب بمستان عشق کاین تقوی | بچشم بیهنران جلوه هنر دارد
چگونه رخت اقامت نهد بدهر کسی | که همچو ریگ روان پای در سفر دارد
چه احتیاج بخشک و تر جهان باشد | فقیر را که لب خشک و چشم تر دارد

جریده رو برهِ عاشقی حسن ورنه

بهر قدم سفرِ عشق صد خطر دارد

آنانکه طوف کعبهٔ عشق آرزو کنند — اول باب دیدهٔ گریان وضو کنند

آنانکه سجده بر سرِ آن خاک کو کنند — آیا کجا طوافِ حرم آرزو کنند

در وصف پستهٔ دهن تنگ آن نگار — جای سخن نماند که تا گفتگو کنند

خوش باد وقت باده فروشان که هر سحر — بر یاد چشم مستِ تو می در سبو کنند

پنهان شود زپرتو حسنِ تو چون سُها — ای ماه گر بمهر ترا روبرو کنند

نقاش چین بخامهٔ تارِ نظر حسن

شاید که نقش طرهٔ او مو بمو کنند!

ای طالب فردوس برو سوی محمد — چون خلد برین آمده در کوی محمد

ای کعبه طلب چند کنی قطع بیابان — چون کعبهٔ عشاق بود روی محمد

والشمس چه باشد صفتِ وجه ترنعش — واللیل چه باشد صفت موی محمد

طٰهٰ صفتش آمده از حضرت باری — یٰسٓ بخدا گفت ثنا بوی محمد

نون والقلم از فضل خداوند تعالیٰ — معلوم نموده همه خوی محمد

طٰسٓ و حٰمٓ معمای قرآنی — رمزیست عیان بر دل حق جوی محمد

پند حسن این است اگر گوش بداری

ای طالب فردوس برو سوی محمد

از بسکه هست آن لب شکر شکن لذیذ — دشنام تلخ زان بت شیرین دهن لذیذ

هر نکته از لب تو دهد ذوق تازه ام — مضمون تو بود چو شراب کهن لذیذ

در پیش دیده گر نبود یار گلعذار — والله که نیست سیر بهار چمن لذیذ

هر چند خوشگوار بود میوهٔ بهشت — نبود ولی برابر سیب ذقن لذیذ

هست

وصلت بنقد جان بود ارزان ازانکه — آن لب لذیذ و بوسه لذیذ و سخن لذیذ

زان لعل لب حیات ابد دارم آرزو — زین رو که زندگی بود ای جان من لذیذ

باشد ہمیشہ جان پدر گوش منتظر
گفتار تست لیکہ چو شعرِ حسن لذیذ

سرشتہ دست قدرت ای سمن بر | رخ و زلفِ تو از کافور و عنبر
نہ کافور و نہ عنبر در برِ خویش | کشیدہ یاسمن را سنبل تر
نہ سنبل نے سمن زاغ سیاہ رنگ | نہفتہ بیضۂ خورشید در بر
نہ زاغ و بیضہ گویا مشک بید است | فگندہ ارغواں را سایہ بر سر
خطا کردم مگر سر لشکر زنگ | نہادہ رو سوئے اقلیم خاور
نہ زنگ است و نہ خاور صبح دولت | تو گوئی از نقابِ شام زد سر
چہ گویم چشمۂ آبحیات است | کہ بروی گشتہ ظلمت سایہ گستر
غلط کردم کہ نیرنگِ زمانہ | نمودہ روز و شب باہم برابر
نہ روز است و نہ شب مار سیاہے | مگر پیچیدہ گردِ گنج و گوہر
نہ مار است و نہ گنج از دودِ شب رنگ | عیاں شد آتشی از طشت آذر

نوشتم بر بیاضِ صبح امروز   سوادِ این غزل با مشک اذفر

که سازم ارمغاں شعرِ حسنؔ را

بہ پیش حضرتِ نواب صفدر

تا زلف تو شد حجابِ رخسار   مردیم در آرزوئ دیدار

تا چند بہ پردہ دل ربائی   بے پردہ بر او پردہ بردار

از حلقۂ زلف کافر او   عشاق بجان خریدہ زنار

از چشم تو ای نگار سرمست   صد فتنۂ خفتہ گشت بیدار

در عشوہ نہاں ہزار جادو   در خندہ عیاں ہزار اسرار

دل آئینہ ساختیم و دیدیم   در آئینہ عکس صورتِ یار

ہر صورتِ دلربا حُسن را

ہست آئینہ دار روئ دلدار

آبِ عرق ز جوش ہجومِ نظارہ اش   از آفتاب کرد نمایاں ستارہ اش

گر نیست چشمهٔ خضر آن لعل آبدار
خط از چه رو چو سبزه دمید از کناره اش

همچون گل پیاده دود در رکاب او
سرو چمن دمی که به بیند سواره اش

سودای عشق زلف و خط یار هر کراست
با سنبل و بنفشه توان کرد چاره اش

کی عاشق تر از خضر کم توان شمرد
زین رو که هست زلف تو عمر دوباره اش

آماده ایم برق جهانسوز جلوه را
کافتد مگر بخرمن هستی شراره اش

آن پرتوی که صبح بناگوش یار داشت
شاید گر آفتاب شود گوشواره اش

هر چند یارِ من بتِ آئینه روست لیک
دارم شکایت از دلِ چون سنگ خاره اش

قالب تهی شد است زرِ مهر و سیم ماه
در آرزوی اینکه شود طوق یاره اش

شد سینهٔ حسن پر از آیاتِ عشق دوست
اوراقِ مصحف است دلِ پاره پاره اش

دارد کدورتی دلش از روزگارِ خط — مشقِ خطا غبار کند از غبارِ خط!
از حلقه حلقه شد همه تن چشم زلفِ او — دارد ز بسکه هر شب و روز انتظارِ خط
چون پشتِ خط ز چشمِ تو افتاد آئینه — تا روی سادهٔ تو شد آئینه دارِ خط
سبزانِ هند یکقلمت خط سپرده اند — تا شد ز خطِ سبز رخت سبزه زارِ خط
هر ساده لوح کحلِ بصیرت نمی کشد — از مصحفِ جمالِ تو نقش و نگارِ خط

کس آنچنانکه پیش تو در چشم اعتبار داشت | در چشم تو چنانکه بود اعتبار خط
خط بر امید روی تو صد افتخار داشت | زان بیشتر که زیور تو کرد افتخار خط
حسن تو در قلمرو گلشن بکلک نسخ | خط بر رخ بهار کشید از بهار خط

گلزار خط شد است حسن چون غبار و گرد
تا آمده بگرد رخ گلعذار خط!

ناگهان بر من تجلی کرد عشق | شور محشر تازه برپا کرد عشق
ننگ و ناموسم همه بر باد داد | شهره و بدنام و رسوا کرد عشق
کرد غارت صبر و عقل و هوش من | واله مجنون و شیدا کرد عشق!
خاست از دل ناله و فریاد و آه | تا درون سینه ام جا کرد عشق
در گذشتم از زمان و از مکان | اینچنانم کار بالا کرد عشق!
گرچه از دریا بر آمد موجها | موجها را حمله دریا کرد عشق
میزند بانگ انا الله هر گیاه | تا ز خانه رو بصحرا کرد عشق
گاه ما را کشت و گاهی زنده ساخت | طرفه رسم است آنکه پیدا کرد عشق

جز جمال الله ندیدم ای حسن
تا که چشم باطنم وا کرد عشق

جلوه از ناگهان چون کرد عشق — صد دل و صد دیده پر خون کرد عشق
نقد جان کردیم بر پایش نثار — چونکه پا از خانه بیرون کرد عشق
سایهٔ عشقم به از بالِ هما است — زانکه بختم را همایون کرد عشق
چون جمالش صورت لیلی گرفت — عالمی بر خویش مجنون کرد عشق

چون حسن صد عاشقِ شوریده را
بر جمال الله مفتون کرد عشق

ای صدر نشینِ اوج لولاک — وز خاک درت وجود افلاک
در وصف کمالت اهل عرفان — گفتند همه که ما عرفناک !
از دولتِ مقدمِ گرامیت — ز افلاک گذشته رتبه خاک
قدرِ تو فزون ز نعتِ اوهام — مدح تو برونز حد ادراک

ترکِ ادب است ورنه گویم　　　　در شانِ تو لا اله الاک !

ما غیر ترا نمی پرستیم　　　　کز نعبد اول است ایاک

همتای تو بحر و کان ندیدم　　　　ای دُرِ یتیم و گوهر پاک

همچوں حسنؔ از غمِ تو عشاق

پیراہنِ صبر کردہ صد چاک

مائیم قلندرانِ بے باک　　　　افتادہ بکوئی یار بر خاک

بر خاک فتادہ ایم اما　　　　بگذشتہ ز اوج هفت افلاک

پوشیدہ ببر لباسِ رندی　　　　پیراہنِ زہد کردہ صد چاک

گاہی ز وفائی یار شادان　　　　گاہی ز جفای دوست غمناک

بر اوجِ ہوائی منزلِ ما　　　　ریزد پرِ شاہبازِ ادراک

در رنگِ حسنؔ نظارہ کن

بیرنگئ ذاتِ ایزدِ پاک

یا صبیح الوجه من نور الجمال | قد رأینا فیک آیات الکمال
گر تو سر خواهی نمیدارم دریغ | لیس للعشاق الا الامتثال
در خم ابرو رخ زیبای یار | قد رأیت البدر من تحت الهلال
از فراقت جان بلب آمد مرا | یا کریم الخلق جدنی بالوصال

با حسن از کوچهٔ آن دلنوازانه
نعم ما بلغت یا ریح الشمال

هر لحظه آرزوی جناب رسالتم | دل میکشد به سوی جناب رسالتم
آن عاشقم که پای ز سر کرده چون صبا | هردم بجستجوی جناب رسالتم
روزی بدیده سرمه کش ای باد صبحدم | از خاک مشکبوی جناب رسالتم
دلهای مرده را سخنم زنده میکند | زین رو که مدح گوی جناب رسالتم

مغرور شو بجلوهٔ حسن ای خازن بهشت
کز ساکنان کوی جناب رسالتم

من عاشقِ جمالِ لقائے محمدم ‌ ‌ ‌ ‌ پروانهٔ فروغِ ضیائی محمدم

لعنت محمدی ز کجا ترک من کند ‌ ‌ ‌ ‌ چون ترکِ خویش کرده برای محمدم

گر لطفِ کردگار بجوید رضای من ‌ ‌ ‌ ‌ نبود عجب که محوِ رضای محمدم

در صورتِ محمدیم ہست آرزو ‌ ‌ ‌ ‌ روزِ جزا لقائی خدائے محمدم

از آفتابِ روزِ قیامت حسن چه پاک

چون در پناهِ ظلِ لوائے محمدم

ای شہه فرمان دهِ لوح و قلم ‌ ‌ ‌ ‌ زیر نگینت عرب و ہم عجم

شاهِ رسل خواجهٔ ہر دو سرائے ‌ ‌ ‌ ‌ سرورِ کونین شفیعِ امم

موج زنان از دستِ تو دریای جود ‌ ‌ ‌ ‌ جلوه گر از روی تو نورِ قدم

گو در ہست سرمۂ چشمِ ملائکت ‌ ‌ ‌ ‌ خاکِ کفِ پائے تو تاجِ سرم

رخ بنما تا که جمالِ ترا ‌ ‌ ‌ ‌ بینم و جان بر قدمت بسپرم

تا قدمے از ناز بنما کم ہنسی ‌ ‌ ‌ ‌ مدح روم شه خاکِ قدم

از حسن خستہ رخ خود میوشش
کی بود این شیوهٔ اہل کرم

سرّ ذاتِ حق منم من من نیم — برتر از جان و تنم من من نیم
گشتہ ام پنہان بنور ذات خویش — آفتابِ در شبنم من من نیم
لالہ زار جملہ اسماء و صفات — جلوه گرد از گلشنم من من نیم
پرتو خورشید نور وحدتم — سر ز کثرت میزنم من من نیم

گشتہ ام ظاہر در اطوار حسن
سرّ ذاتِ حق منم من من نیم

منکہ در فکر غمش سر بگریبان دارم — شادی ہر دو جہاں در تہ دامن دارم
چونکہ بے پردہ جمالت نتوانم دیدن — چشم دیدار تو در صورت انسان دارم
چیست حاجت بتماشای بہار چمنم — منکہ در غنچۂ دل سیر گلستان دارم
گرچہ خون شد دلم از درد غم عشق ولے — للہ الحمد کہ جان طالب جانان دارم

پای تا سر شده ام آئینه صورت دوست
صورت دوست محال است که پنهان دارم

گرچه صد جام و سبو ساخته اند از خاکم
تا هنوز آرزوی صحبت مستان دارم

گشته ام خاک در میکده اما چو حسن
سر بزیر قدم باده پرستان دارم

تا عشق ترا بجان گرفتیم
ترک دل ناتوان گرفتیم

صد چاک زدیم در گریبان
تا دامن دلستان گرفتیم

ارزان است بجان وصال جاناں
هر چند که بس گران گرفتیم

صد گوهر جان نثار کردیم !
تا نام تو بر زبان گرفتیم

صد شکر که نعمت وصالت
بے منت این و آن گرفتیم

یکبار ز تو وفا ندیدم !
صد مرتبه امتحان گرفتیم

ما مرغ هوای اوج قدسیم
اینجا بچه آشیان گرفتیم

زین رو که گدای کوی یاریم
شاهنشهی جهان گرفتیم

ما ذوق تجلّی الٰهی
در حسن رخ بتان گرفتیم

همچون حسینم رند سرشار
تا جام می از مغان گرفتیم

من صورتِ ذات پاک اویم
بی پرده ازین دگر چه گویم

اندر طلب خودم شتابان
گم کرده خویش باز جویم

ای آه نمی توانمش دید
با یار اگرچه رو برویم

میگریم ازین غبار هستی
وز روی خود این غبار شویم

در روی حسن ببین خدا را
من صورت ذات پاک اویم

همه تن ز آتش خود سوختم و جان شده ام
بلکه جان نیز فدا کردم و جانان شده ام

گاه شد صورتِ اعیان همه آئینه من
گاه من آینه صورت اعیان شده ام

گاه انسان شده در خلوتِ من پرده نشین
گاه من پردگی خلوت انسان شده ام

هر کجا ظاهرم و جمله بمن پنهان نند		این عجب تر که من از بهر چه پنهان شده ام

تا ترا دیده ام از خویش ندارم خبرے		همچو آئینه بدیدار تو حیران شده ام

یک قلم هر دو جهان بندهٔ فرمان من است		تا که من عشق ترا بندهٔ فرمان شده ام

حسن از پرتو انوار جمال رخ دوست

ذرهٔ بودم و خورشید درخشان شده ایم

ما مست ز باده الستیم		هر چند که نیستیم هستیم

از عرش بلند تر نشستیم		هر چند که همچو خاک پستیم

دل در خم زلف یار بستیم		از بند زمانه باز رستیم

از نرگس پر خمار ساقی		صد مرتبه توبه بر شکستیم

اے محتسب از حسن چه خواهی

بگذار که رند مے پرستیم

ما از دل و جان فدای عشقیم		قربان سر وفائے عشقیم

شربت ز شہادتم چشانید — ما تشنہ کربلائے عشقیم
در صومعہ زاہداں نشستند — ما معتکف سرائے عشقیم
طاعت بفرشتگان سپردیم — ما سر زدہ از برائے عشقیم
شاہنشہ کشور دو کونیم — زیں روے کہ ما گدائے عشقیم
بر ہر گل نوبہار معنے! — ما بلبل خوشنوای عشقیم

ہمچوں حسن از خرد گذشتیم
دیوانہ و مبتلائ عشقیم

ما تازہ گل بہار عشقیم — ما بلبل شاخسار عشقیم
چوں از سخن و ز عشق زادیم — نقش سخن و نگار عشقیم
از یار و دیار ما چہ پرسی — یار غم و ز دیار عشقیم
دیوانہ و رند و مست سرشار — از بادۂ خوشگوار عشقیم

اسرارِ حقائق از حسن پرس
زین روئی که رازدار عشقیم

ما بچشم یار روئی یار خود را دیده ایم
در کمالِ بیخودی دیدار خود را دیده ایم

دیدهٔ ادراک و عقل از حسن رویش خیره ماند
با چشم دل رخِ دلدار خود را دیده ایم

روشن از هر ذره نورِ آفتاب دیگر است
تا صفائی مطلعِ انوار خود را دیده ایم

سرِ اظهارِ خود از اخفائی خود دریافتیم
هم با خفا حکمتِ اظهار خود را دیده ایم

همچو نرگس تا همه تن چشم گشتیم ای حسن
از همه سو جلوهٔ گلزار خود را دیده ایم

نقدِ دل باختهٔ دولتِ دیدار تو ایم
هر دو عالم بفروشیم و خریدار تو ایم

گرچه صد بار براهِ تو بمیریم دمے
زنده ذوق لبِ لعلِ شکر بار تو ایم

چون بنالیم بیادِ تو سحرگاه که ما
بلبلِ نغمه سرائے گلِ رخسار تو ایم

دل بزلفِ تو بستیم و ز خود وارستیم
گرچه آزاد دو کونیم گرفتارِ تو ایم

ای حسن از تو بود مستی و ہشیاری ما

ہمہ سر مست توییم و ہمہ ہشیاری ما

من بیدل زغم عشق بجانم چہ کنم
شہرۂ شہرم و رسوائی جہانم چہ کنم

رفتم از خویش ز دیدار جمال رخ دوست
ہمچو آئینہ زحیرت نگرانم چہ کنم

محتسب منع من از کوی خرابات مکن
بندۂ بارگہ پیر مغانم چہ کنم

نے مرا طاقت صبر است و نہ یارای سخن
می ندانم کہ چہ گویم نتوانم چہ کنم

دوش میگفت طبیبی سر بالین حسن

چارۂ عاشق بیمار ندانم چہ کنم

آتش بجان زند سخن از ہر کرانہ ام
چون شمع برق خرمن من شد زبانہ ام

جان تازہ شد ز اشک بکنج قفس مرا
می پرورد زمانہ باین آب و دانہ ام

مسمار گشتہ بر دہن نطق من زبان
ہر چند لب کشادہ ز صد جاہ چو شانہ ام

نقش پلنگ آفت نخچیر مے شود
دلخستہ دو رنگیٔ حال زمانہ ام

نقطم ز خواب مست نشد چشم فتنه را — باشد فسون شوخی نازش فسانه ام

بنیاد هستیم رود از حباب هر نفس — همچو حباب بر سر سیل است خانه ام

آخر کمال عشق بمعشوقیم کشید — دل می برد حسن غزل عاشقانه ام

چنان شد جلوه پرداز بهار از اشک گلگونم — که نور دیدهٔ بلبل بود هر قطرهٔ خونم

سر و سامان معشوقانه دارد پایهٔ عشقم — نشان از زلف لیلی میدهد زنجیر مجنونم

سر و کار سخن با این قد خم گشته میدارم — تو گوئی حلقهٔ میم دهان شد دورهٔ نونم

ببنیاد خبر زر میکند صد عشوه در کارم — پری در شیشه ناکی میتواند کرد افسونم

مگر از ناخن تیغش کشاید عقده کارم

حسن بر رشتهٔ هستی گره شد جان محزونم

مخزن اسرار نهانی منم — مطلع انوار معانی منم

کردم ز رخ دور نقاب بطون — عین ظهورات عیانی منم

برترم از قید زمان و مکان — گرچه زمانی و مکانی منم
گر تو به بینی و نه بینی مرا — ور تو بدانی و ندانی منم

جامع امکان و وجوب حسن
سر الٰہی و کیانی منم

تا قدم در سفر عشق تو برداشته ام — نے غم پای نه اندیشهٔ سر داشته ام
مو بمو زلف تو برهم زده ام همچو صبا — تا سراغ دل سودا زده برداشته ام
آبروی دو جهان گرد سرم میگردد — مشت خاکی که ز در دوست بسر داشته ام
ادب خاک کف پای تو فرض است مرا — سر پی سجده بهر راهگذر داشته ام
آه سرد است مرا همنفس و نالهٔ گرم — لیک زین هر دو عبث چشم اثر داشته ام
مشت خاکم من و داد است غمت بر بادم — زحمت خویشتن از راه تو برداشته ام
رنگ زرد است مرا حاصل ازین سیمتنان — نے غم سیم نه اندیشهٔ زر داشته ام
اثر سوز نهان از سخن من پیداست — شاخ سرسبزم و از درد ثمر داشته ام

گفتم ای آئینه رو از چه بمن صافی نه ⁂ گفت رو رو که من آئینه دگر داشته ام

عجبی نیست اگر لاله دمد از خاکم نه ⁂ بس که از عشق تو داغی بجگر داشته ام

هر زمان پشت بمن میکنی از ناز چرا ⁂ طاقت صبر ز روی تو مگر داشته ام

تا که کردم حسن از هستی خود قطع نظر

هر زمان همچو نگه میل سفر داشته ام

منکه چشم کرم از دیدهٔ تر داشته ام ⁂ هر زمان زین صدف امید گهر داشته ام

حسرت بوسهٔ لعل لب او سوخت مرا ⁂ آتشی در جگر از آب گهر داشته ام

هر زمان میردم از خویش در اقلیم فنا ⁂ در وطن پا بسر راه سفر داشته ام

هر نفس عقده بسر رشتهٔ کارم افزود ⁂ سبحه در دست خود از آه سحر داشته ام

نگه از ذوق تماشای رخت باز نگشت ⁂ انتظاری بسر راه نظر داشته ام

کرده ام دل هدف ناوک آن چشم سیاه ⁂ طاقت تیر قضا بین چه قدر داشته ام

گرچه از خویش تهی گشته ام آخر چو حباب ⁂ جا من لیک هوای تو بسر داشته ام

شاخ گل شد مژه از دیدهٔ خون افشانم — چشم انصاف من باد سحر داشته ام

عاشقی بی سر و پایی تو سر از پا نشناخت — چو صبا در ره تو پای ز سر داشته ام

تا که بر صفحهٔ گل نقش میان تو کشم — خامهٔ مو بکف از تار نظر داشته ام

چه شود گر ز ره لطف درآیی ز درم — چشم بر راه تو چون حلقهٔ در داشته ام

تا تویی در نظرم بیخبر از خویشتنم — زانکه کفر است گر از خویش خبر داشته ام

چشم حق بین بگشا و بنگر معنی را — من بصورت چه شد از نقش بشر داشته ام

خبر از خشک و تر هر دو جهان نیست مرا — کاین لب خشک ز خود دیدهٔ تر داشته ام

جای گل تا بنشیند ببرم پیکانش
پیش تیر ستمش حسن از سینه سپر داشته ام

کافر عشقم ز خود وارسته ام — هر کمر زنار زلفش بسته ام

سر سرم روح روحم جان جان — تا قفس این مرغ دل بشکسته ام

تا ز خود ببریده ام اندر فنا — چون نظر کردم بخود پیوسته ام

ای عجب خود را بدام آوردہ ام　　تا ز دامِ خویش بیرون جستہ ام

عین معشوقم بمعنےٰ ای حسنؔ

گر بصورت عاشقِ دلخستہ ام

معنۓ ہر صورت زیبا منم　　چون نگری صورت و معنے منم

کثرت اسما و صفات از من است　　وحدت موصوف و مسمےٰ منم

ظاہرِ من این ہمہ اشیار بود　　باطن این جملہ ر اشیا منم

در ہمہ ذرات ظہورِ من است　　کردم چو خورشید تجلےٰ منم

پردہ بر انداختم از روی خویش　　سر زدہ بے پردہ بہر جا منم

بہر تماشا شدہ ام جلوہ گر　　بر رخِ خود محو تماشا منم

نقش حسنؔ صورتِ ذاتِ من است

صورتِ این نقش دلارا منم

بخشید تا عمت سر و سامان گریہ ام　　چون ابر سود سر بفلک شان گریہ ام

سیل بہ رشک موج مسلسل نشند نباز | تا زلفِ اوست سلسلہ جنبان گریہ ام
طوفان بسر از تنور بر آورد چشم من | آتش نہفتہ در تہِ دامان گریہ ام
آتش بجنس بنشاند و طوفان بیک شرار | آنکس کہ ہست در پیِ درمان گریہ ام
دامانِ کوہسار و گریبان دشت را | تحریر خون کشد گل افشان گریہ ام

از فیض لعل اشک و عقیق جگر حسن
رشک یمن شد است بدخشان گریہ ام

من ز خود بر خود تجلّے مے کنم | خویش را بر خویش شیدا میکنم
این جہان آئینۂ روی من است | صورتِ خود را تماشا مے کنم
ہم بہر موجی کنم دریا نہان | ہم ز دریا موج پیدا مے کنم
آنقدر کز خویش پنہان میشوم | راز خود را آشکارا مے کنم
می شوم در پردہ پنہان ای عجب | ہر قدر بی پردہ خود را مے کنم
این ظہور و این بطون سرّ من است | سرّ خود بر خود ہویدا مے کنم

خود منم عین تمنا چون حسنؔ
پس چرا خود را تمنامے کنم

مظہر ذات کبریا مائیم — در نظر صورت خدا مائیم
گر ترا ہست چشم دل روشن — ہر طرف بین کہ ہر کجا مائیم
شش جہت پر ز نور طلعت ماست — نکتۂ سرّ اینجا مائیم !!!
کردہ در لباس امکان را — گشتہ پنہاں درین قبا مائیم

چون حسنؔ عاشق جمال خودیم
بر رخ خویش مبتلا مائیم

آن جلوہ فروز آفتابیم — کز پرتو خویش در نقابیم
بحر کرم محیط در حقیقت ہم — ہر چند بصورت حبابیم
چوں آب ظہور کردہ در موج — وز موج حجاب روی آبیم
از نسخہ علم نکتۂ راز — وز دفتر کون انتخابیم

در میکده جز حسن نه بینی

هم ساقی و ساغر و شرابیم

ما طائر اوج لامکانیم
وا رسته ز بند آشیانیم

برتر ز مکان و در مکانیم
بیرون ز جهان و در جهانیم

در عین بطون خود عیانیم
در عین ظهور خود نهانیم

در محو اضافتیم مطلق
در حدِّ اشارت این و آنیم

در حضرت علم سرّ سرّیم
در عالم عین جان جانیم

صرّاف کنوز هر دو کونیم
کشاف رموز کن فکانیم

پوشیده بخرقهٔ گدائی
شاهنشه ملک جاودانیم

معشوق خودیم و عاشق خویش
گم کردهٔ دلیم و دلستانیم

بیرون ز تصوریم و تصدیق
برتر ز یقین و از گمانیم

ہمچون حسن از جمالِ معنے
ما نور زمین و آسمانیم !

اے دستِ زلفت جست و جویم | غیر از تو نماندہ آرزویم
فکرِ تو بود ہر انچہ دانم | ذکرِ تو بود ہر آنچہ گویم
مفتونِ رخِ تو عقل و ہوشم | مرہونِ خطِ تو مو بمویم
از جودِ تو مایۂ وجودم ؎ | از فیضِ تو آب و رنگ و بویم

ہمچوں حسن از تو چشم دارم
باشد کہ نظر کنی بویم ؎

ما ملنگانِ بے سر و پائیم | فارغ از قید دین و دنیا یم
ہمہ رندانِ عالم آشوبیم | ہمہ مستانِ بادہ پیمایم
عاشقِ مے پرست مجنونیم | والہ و رند و مست و شیدا ایم
شہرۂ شہر و کوی و بازاریم | ننگ و ناموس سوز و رسوا ایم

ای حسن بر درِ جمال الله

ما ملنگانِ بی سر و پاییم

ما عاشقیم و در ازل از عشق زاده ایم
روی تو دیده ایم و دل از دست داده ایم

با مشکلاتِ عشق نه آسان سپرده ایم
سر داده ایم تا بر رهش پا نهاده ایم

ما یک قلم بلوح جهان خط کشیده ایم
از نقش صورتِ همه اغیار ساده ایم

مانند شانه سینهٔ خود چاک کرده ایم
از زلف یار تا گرهی واگشاده ایم

ساقی بدور چشم تو امروز چون حسن

فارغ ز ساغرِ می و از جام و باده ایم

از خویش چشم بسته رخ یار دیده ایم
از خود رمیده ایم و باو آرمیده ایم

آغاز عشق سوختن انجام مردن است
جان داده ایم تا که بجانان رسیده ایم

پیوند دل بعشق تو محکم گرفته ایم
پیوسته ایم با تو و از خود بریده ایم

دستار زهد و خرقهٔ تقوی فروختیم
تا جام باده از کف ساقی خریده ایم

با طائرانِ قدس گرفتیم آشیان | کز شاخسارِ گلشنِ امکان پریده ایم
دریافتیم در لب و رخسار آنچه ما | ذکرِ مسیح و قصهٔ یوسف شنیده ایم
تا لوریا سر ز گریبان زد ای حسن | دامانِ دل ز صحبتِ اغیار چیده ایم

ای عشق آه و ناله برای میزنیم | تا زنده ایم دم ز وفای تو میزنیم
زاندم کز آشیانهٔ وحدت پریده ایم | چون مرغ بال و پر بهوای تو میزنیم
پیرانه سر بایں قدِ خم گشته چون کمان | بر سینه زخم تیر جفای تو میزنیم
تا آنکه زنده ایم ز سِرّ نفخت فیه | مانندِ نی همیشه نوای تو میزنیم

ساقی ز جامِ فیض تو مستانِ عشق را
همچون حسن مدام صلای تو میزنیم

من بآن تازه جوان عشقِ نهانی دارم | وه که پیرانه سر آغارِ جوانی دارم
ادبِ عشقِ تو ایدوست اشارت ندهد | ورنه در دل دو سه پیغام زبانی دارم

هر کسی بر سر من گریه کنان میگذرد
بسکه در ماتم دل مرثیه خوانی دارم

لوح تعلیم من از بسکه بود صورت دوست
سینه گنجینهٔ اسرار معانی دارم

نام را پیر مغان بندهٔ درگاه شمرد
منصب سلطنتِ هر دو جهانی دارم

یار کم خواهد و من لابه کنم بسیارش
از سبکساریِ خود بار گرانی دارم

تا تو دادی به حسن این قلمِ سحر طراز
جایِ انگشت بنقاشیِ مانی دارم

منکه ترکِ سر و دین و دل و ایمان کردم
یار ترسا بچه گفت آنچه بمن آن کردم

پیش آن طرفه صنم چون ننهم سر بسجود
زانکه دیدار حق از صورت انسان کردم

نام و ناموس همه در رهِ عشقش دادم
رنگها محو به نیرنگیِ جانان کردم

محتسب توبه مفرما که شکستم پیمان
بیعت تازه به پیمانهٔ مستان کردم

در جهان تا ابد آباد بود پیر مغان
کز پیِ خدمت آن صومعه ویران کردم

درد تسبیح بزاهد بسپارید که من
گوش بر زمزمهٔ مرغ سحرخوان کردم

تا شدم عشق ترا بندهٔ فرمان ایدوست
چون حسن هر دو جهان بندهٔ فرمان کردم

منکه در دایرهٔ کون و مکان آمده ام — از پی بندگی پیر مغان آمده ام
تا بجان خدمت رندان خرابات کنم — سوی اقلیم تن از عالم جان آمده ام
زاد تا مادر گیتی من حیرت زده را — همچو آئینه بدو حیرت نگران آمده ام
زاهدا شیوهٔ رندی ز من آموز که من — در دو نوش همه رندان جهان آمده ام
ایکه از هستی من نام و نشان میجوئی — چشم بگشا که ز بی نام و نشان آمده ام
محتسب تا نه شود از من سرمست آگاه — رند می نوشم و در خرقه نهان آمده ام

صرف کردم حسن ایام جوانی و هنوز
گر چه پیرم بره عشق جوان آمده ام

چو جام می که چنین صاف مشربی دارم — اثر ز بوسهٔ لعل شکر لبی دارم
ز بند ملت و از قید مذهب آزادم — چه طرفه ملت و پاکیزه مذهبی دارم

گذشتم از سرِ مطلب کہ در طریق طلب
ز ترکِ مطلب خود نیز مطلبی دارم

زپائے سست چہ باکم بود بہمت چست
کہ زیرِ رانِ اینگونہ مرکبی دارم

گدائی درِ میخانہ میکنم چو حسن
عجب مدار کہ شاہانہ منصبے دارم

ای شاہدِ عرب ز رخت پردہ برفگن
بر عاشقانِ نورِ جمالت نظر فگن

عمریست سر بخاک حرمیت نہادہ ایم
بہر خدا بخاک نشینان گذر فگن

خاک درت شدیم کہ ہست آبروئی ما
از لطف سایہ بر سرِ این خاک در فگن

آبی بر آتشم مزن ای گریہ در غمش
در جانم آتشِ دگر از چشم تر فگن

دیدارِ خود دریغ ز عشقِ حسن مدار
ای شاہدِ عرب ز رخت پردہ برفگن

قسم بعزتِ نام تو ای شہِ کونین
منم کمینہ غلامِ تو ای شہِ کونین

قدم بنہ بسر و چشم من کہ تا دل و جان
کنم فدائی خرام تو ای شہ کونین

دل وزبانِ مرا نیست روز و شب ذکری — بجز صلوٰة و سلام توای شہ کونین

کدام صبح کہ خورشیدِ دین طلوع کند — ز مشرق لب بام توای شہ کونین

ندارم از کس و از خویشتن خبر ہرگز — شدم چو مست ز جامِ توای شہ کونین

بسانِ خضر و مسیحا است زندۂ جاوید — دلم ز ذوق کلام توای شہ کونین

امیدوار بانعام خاص مے باشد

حسن ز رحمتِ عامِ توای شہ کونین

نقاب از روی چون خورشید وا کن — رخت را قبلۂ اہل صفا کن!

برافگن پردہ از روے دلآرا — جہانی بر جمالت مبتلا کن

بچشمت رخصتِ یک غمزہ فرما — دلم را بندۂ نازو ادا کن!

فرود آویز زلفِ عنبرین را — جہان پر نافہ از بادِ صبا کن

بلاگردانِ بالائیتو باشم — ازان قامت قیامت را بپا کن

بیا بر دیدۂ مردم قدم را — چون مردم در درون دیدہ جا کن

زخود بیگانه ام مپسند چندین !

حسن را با خیالت آشنا کن !

زار مینالم من از درد دل زار اینچنین | ای عجب از این زاری من یار بیزار اینچنین
عالمی از هجر ناخوشنود و من از وصل دوست | هر کس از اغیار مینالد من از یار اینچنین
جذبهٔ عشق از دو سو باشد ولیکن این عجب | او چنین آزاد و من با وی گرفتار اینچنین
سرو رعنا گویمت یا طوطی شکر شکن | ای که رفتار اینچنان داری و گفتار اینچنین

گر کشد گه زنده میسازد حسن را هر زمان

چشم خونریز اینچنان لعل شکربار اینچنین

بخلوت دلم ای شوخ دلربا بنشین | قسم بدلبریت ساعتی بیا بنشین
ز سر گذشت مرا بی تو سیل اشک روان | بیا که با تو کنم شرح ماجرا بنشین
تو عمری و ز برم همچو عمر میگذری | دمی بهمنفسان از سر وفا بنشین
اگرچه پیرهن عمر من قبا کردی | ز دست کی دهمت دامن قبا بنشین

درین زمان که ز کوئی تو مدعی رخصت
مرو مرو که توئی عین مدعا بنشین

چو نور دیده من صرف گریه لعنت
توام بدیده چو نور بصر درا بنشین

بحال بے سر و پایان مگر فتد گذرش
حسن بران سر کو همچو نقش پا بنشین

لب میگون و رخسارش یکی از دیگری رنگین
قبای سرخ و دستارش یکی از دیگری رنگین

تراکیهای رفتارش یکی از دیگری دلکش
لطافتهای گفتارش یکی از دیگری رنگین

تلونهای اوصافش یکی از دیگری خوشتر
تفنن های اطوارش یکی از دیگری رنگین

لبش گلبرگ و دو ریش یاسمین و طره اش سنبل
بود گلهای گلزارش یکی از دیگری رنگین

شبم گفتا بیایم روز با من گفت کی گفتم
بود اقرار و انکارش یکی از دیگری رنگین

وفا و مهر و جور و کین و لطف و قهر ان ظالم
چه گویم هست هر کارش یکی از دیگری رنگین

نگارین شد حسن بازار ملتان زانکه می بینم
نگارینان ببازارش یکی از دیگری رنگین

ای بتِ زرین کلاه و ای نگارِ سیمتن — عارضت رشکِ چمن روی تو شمعِ انجمن

ای لب و چشم و دهانت شکر و بادام و قند — وی رخ و قد و برت همچون گل و سرو و سمن

خطِ مشکین و رخ زیبا و زلفِ دلکشت — نافهٔ چین آفتابِ خاور و مشکِ ختن

بندهٔ حسنِ رخ و لعلِ لب و رخسارِ اوست — ماه بر اوجِ فلک گوهر بکان گل در چمن

تا درآمد اندر آغوشِ من آن جانِ جهان — جان همی بالد بدل از ذوق و تن در پیرهن

آسمان کم دید چون او در گلستان جهان — سرو قامت یاسمن بر لاله رو غنچه دهن

از گلِ رخسار شمع و عارض و حسنِ رخت

شور بلبل سوزش پروانه و عشقِ حسن

از من ای پیک صبا نامه بجانان برسان — نقد جان بهر نثارِ شهِ خوبان برسان

گر رسیدن نتوانی بحرم حرمش — باری از راه کرم عرضه بدربان برسان

یا بخلوتگه رازم برسان جانان را — یا مرا بر درِ او از رهِ احسان برسان

از غبارِ سر کویش گهی ای بادِ صبا — سرمه در دیدهٔ این عاشقِ حیران برسان

ای جنون وقت تو خوش باد در ایام بهار / چاک دامان مرا تا بگریبان برسان

نی سری ارم نی در غم او سامانی / قصهٔ حال من بی سر و سامان برسان

عرضهٔ قمری دلسوخته ای پیک صبا / از پی لطف بآن سرو خرامان برسان

قاصدا قصهٔ احوال دل بلبل زار / زود برخیز و بآن نوگل خندان برسان

یکدم ای خضر مبارک نفس از راه کرم / تشنگان را بلب چشمهٔ حیوان برسان

از لب یار پیامی بمن خسته بیار / واندرین قالب پژمردهٔ من جان برسان

در گذشتم ز سر جان چو حسن در ره دوست
سرگذشت من دلخسته بجانان برسان

عشق برد روح من و جان من / عشق بود قبلهٔ ایمان من

مطلع خورشید شد از نور عشق / همچو سحر چاک گریبان من

تا شده ام بندهٔ فرمان عشق / شد دو جهان بندهٔ فرمان من

عشق نهاد از گهر معرفت / گنج نهان در دل ویران من

شد ز قدِ دم غمِ عشق ای حسنؔ

رشکِ چمن کلبۂ احزانِ من !

ایکه شرحِ والضحٰی آمد جمالِ روئیتو ! — نکتہ واللیل وصفِ زلفِ عنبر بوئیتو

ای دو چشمت سرمہ ناک از کحلِ مازاغ البصر — قابَ قوسین است یک سر گوشۂ ابروئیتو

سینِ دندانِ تو از یٰسین نشانے میدہد — صورتِ حامیم دارد حلقۂ گیسوئیتو

نسخۂ فیہِ شفاءٔ شہدِ گفتارِ خوشت — مایۂ یحیی العظام آمد لبِ دلجوئیتو

قبلۂ دل کعبۂ جان یا رسول اللہ توئی

سجدۂ مسکین حسنؔ ہر لحظہ بادا سوئیتو

اے شاہدِ عرب چہ بگویم ثنائے تو — کامد ثنائے ایزدِ بیچوں سزائے تو

ای زندگیٔ دل سخنِ جان فزای تو — کحل الجواہرِ بصرم خاکپائی تو

ای جانِ ما بیا بنشین در حریمِ دل — تا جان کنم نثارِ تو و دل فدائی تو

بدر الدجیٰ توئی بجمالِ جہان فروز — ای آنکہ ہست دیدہ و دل ہر دو جا بتو

رحمی بحالِ زار گدایان بی نوا — زین رو که بینوائیتو اتم گدائی تو

بکشا بلطف لب بشفاعت برای من — ای آنکه جان من بلب آمد برای تو

جانا قسم بسلسلهٔ زلفِ تو که هست
صد چون حسن اسیرِ تو و مبتلای تو

ای طلوع صبح نور وحدت از سیمای تو — مشرقِ خورشید معنی صورت زیبای تو

ای رخت شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نور الهدیٰ — هر دو عالم روشن از حسن جهان آرای تو

انت مقصود الاحبا انت محبوب القلوب — مرحبا یا نور عینی دیده و دل جای تو

انت مولی القوم فضلا بین شاداب الکرم — ای مطاعِ دین و دنیا درگهِ والای تو

انت صدر فی النبیین انت خیر المرسلین — کیست در شانِ رسالت در جهان همتای تو

یا شفیع المذنبین اشفع لنا یوم الحساب — هست مقبول الشفاعت لعل شکرخای تو

خاکپای تست در هر دو جهان مسکین حسن
ای سرِ هر دو جهان قربان خاک پای تو

دل کند سجده باین طرز خرامیدن تو — دیده صد شکر بجا آورد از دیدن تو

نور مطلق متجلی ز جمال رخ تست — کیست جانا که کند منع پرستیدن تو

پرسش عاشق بیمار کن ای جان جهان — تا شود زنده جاوید بپرسیدن تو

هر زمان میرم و هر لحظه شوم زنده بجان — گه ز رنجیدن تو گاه ز خندیدن تو

ای حسن بوسه بپایش زدن از بی ادبیست
پای نازک شود ش رنجه به بوسیدن تو

ای هر دو کون آئینه دار جمال تو — وی هر کجا ظهور صفات کمال تو

مومن درون کعبه و راهب میان دیر — هر کس بلوح دل زده نقش خیال تو

چون قرب و بعد در ره عشقت برابر است — غمگین نیم ز هجر و نه شاد از وصال تو

چون باعث بطون تو نور ظهور تست — الحق حجاب روی تو شد خط و خال تو

در خویش کن نظاره دلدار ای حسن
کان بی مثال گشته عیان بر مثال تو

با این همه بیوفائے تو — خوں شد دلم از جدائی تو
صد کشور دل شد ویران است — از غارتِ دلربائے تو
خوشتر ز هزار بادشاهی است — ما را هوس گدائی تو
بیگانه ز خویش گشتم اید وست — سوگند بآشنائے تو
ای طائر دل ندام زلفش — مشکل که شود رهائی تو
چوں نے همه شب بنالم ایدل — بر حالتِ بینوائے تو
از سر که بپا رسیدای زلف — نازم بچنیں رسائی تو
ای آنکه چو عمر بس عزیزی — افسوس ز بیوفائی تو
از راهِ ز خود فتاده ام دور — ای عشق نه رهنمائے تو
از حسرتِ بیوفائے تو — جان میدهم از جدائے تو
بیگانه شدم ز خلق د عالم — از دولتِ آشنائے تو
یکدل نگذاشت در دو عالم — دلداری و دلربائے تو

شاهنشهیٔ دو عالم ایدوست　　قربان سر گدائیٔ تو
آئینه مبین که سوخت مارا　　خودبینی و خودنمائیٔ تو
صد عقده بکار من درافگند　　ای شانه گره کشائے تو
کردیم خودی خود خدایا　　قربان سر خدائیٔ تو

افگنده حسن بهر سرائی
صد شور غزل سرائیٔ تو

ای یوسف مصر ثانیٔ تو　　ده خوبی و دلستانیٔ تو
پیراهن سرم ز پا درافگند　　این سرکشیٔ جوانیٔ تو
این بود امید رفته رفته　　ای ماه ز مهربانیٔ تو
ایدوست بمن شد آشکارا　　این دشمنیٔ نهانیٔ تو
چون دل بجهان شدم سبکبار　　ای جان من از گرانیٔ تو
دانی بیقین که نیک دانیم　　ما شیوهٔ بدگمانیٔ تو

آخر ز دولت خبر همی داد　　　مارا کرم زبانهء تو

هر شب ارنی سرایم اما　　　لن ترانی ترانهء تو

گر داد سخن دهی حسن را

احسنت بنکته دانیء تو

قبلهء هر دو سرا :: روی دلارائی تو　　　کعبهء اهل صفا :: در گه والای تو

بحر مروت توئی :: کان فتوت توئی　　　شمس نبوت توئی :: عرش برین جای تو

جان جهان منی :: روح روان منی　　　ایکه تو جان منی :: جان و دلم جای تو

دیدنت ای دلربا :: هست لقای خدا　　　آئینهء حقنما :: چهرهء زیبای تو

روی تو نور الهدی :: کوی تو دار الشفا　　　درد دلم را دوا :: لعل شکر خای تو

ای ز تو لوح و قلم :: یافت وجود از عدم　　　مطلع نور قدم :: حسن سراپای تو

روی تو شمس الضحی :: نور تو بدر الدجی　　　ای شده کهف الوری :: یثرب و بطحای تو

ماه دلافروز من ✤ پرده ز رخ بر فگن

منتظر آمد حسن ✤ بہر تماشای تو

دل گدای درِ رسول اللہ — جان فدای سرِ رسول اللہ

ذاتِ حق با ہمہ صفاتِ کمال — ظاہر از مظہر رسول اللہ

زندگی میدہد دل و جان را — بوی جان پرور رسول اللہ

طرفہ خورشید عالم افروز است — روی مہ پیکر رسول اللہ

آسمان سجده میکند ہر دم

چون حسن بر درِ رسول اللہ

قسم بقبلۂ روی تو یا رسول اللہ — رواست سجدہ بسوی تو یا رسول اللہ

زبان ملت تازہ بذکر تو ای حبیب ازل — دل است زندہ به بوی تو یا رسول اللہ

کمالِ حسنِ ازل است مظہر اعلے — جمالِ روی نکوی تو یا رسول اللہ

بود بمذہب ما حج اکبر معنے — طواف کعبۂ کوی تو یا رسول اللہ

زبندِ دامِ جهان چون حسن شود آزاد

اسیرِ حلقهٔ موی تو یا رسول الله

ای مخزنِ اسرارِ کرم یرحمک الله
وی مطلعِ انوارِ قدم یرحمک الله

ای گوهرِ جانِ مخزنِ حق معدنِ احسان
ای بحرِ عطا ابرِ کرم یرحمک الله

ای نورِ هدیٰ نجمِ عُلا شمسِ رسالت
ای شاهِ عرب ماهِ عجم یرحمک الله

ای والیٔ دین ختمِ رسل کعبهٔ اسلام
وی قبلهٔ اصنافِ امم یرحمک الله

بیچاره حسن سوخت چو پروانه بعشقت

ای شمعِ شبستانِ حرم یرحمک الله

تا عشقِ جمال خود نموده
صبر از دلِ عاشقان ربوده

بر جای نماند عاشقِ زار
سر بکفِ یار سوده

آنکس که نوای نغمهٔ عشق
امروز بگوشِ جان شنوده

فردای قیامتش ز مستی
هرگز خبری ز خود نبوده

انکس کہ حسن بعشق فانی است
ہر لحظہ بقای او فزودہ

ہر کس کہ رخت نظارہ کردہ   پیراہن صبر پارہ کردہ
انکس کہ گرفت در کنارت   از ہر دو جہان کنارہ کردہ
صد رند و ہزار پارسا را   چشم تو شراب خوارہ کردہ
تو بیخبری و نالۂ من   صد چاک بسنگ خارہ کردہ

وصلت بہ حسن نہ شد میسر
بیچارہ ہزار چارہ کردہ

تا نور جلوہ از لب بامت بر آمدہ   گویا کہ آفتاب قیامت بر آمدہ
قد قامت القیامت فی الارض والسما   آن شوخ تا بآن قد و قامت بر آمدہ
در حیرتم کہ جبہ و دستار محتسب   از دست میکشان بسلامت بر آمدہ
زاہد کہ منکر رہ و رسم مغانہ بود   آخر ز صومعۂ بندامت بر آمدہ

هر غمزه و کرشمه از آن چشم دلفریب
سحریست در لباس کرامت بر آمده

در عاشقی که شهره آفاق شد حسن
نامش چنیں ز فیض ملامت بر آمده

ای روی ترا کسی ندیده
حیران تو صد هزار دیده

نے چشم زمانه چو تو دیده
نے گوش جهانیاں شنیده

تا دل بتو آرمیده اے شوخ
از هستی خویشتن رمیده

فرخنده دلی که از سر شوق
وصل تو بنقد جان خریده

هر لحظه ز جور چشمت اے شوخ
فریاد بر آسماں رسیده

از دست جفائے تو جهانے
پیراهن صبر بر دریده

مثلت بجمال و حسن و خوبی
والله که خدا نه آفریده

همچون حسن آنکه با تو پیوست
پیوند ز ما سوا بریده

از عشق تو تام جنون گرفته — اشکم همه رنگ خون گرفته

بیرون نشد از دلم غم عشق — تا جای در اندرون گرفته

بی پرده شد است پرده آرای — بیچون که لباس چون گرفته

عشق از ازل است فتنه انگیز — شهرت بجهان کنون گرفته

بیچاره حسن بماتم عشق
پیراهن نیلگون گرفته

شد جلوه گر جمال تو در روی هر همه — ای بی همه ولیک نمودار در همه

حق القدوم تو نتوانم ادا نمود — ای آنکه کرده در قدمت ترک سر همه

در هر کجا که می نگرم جلوه گر توئی — آئینهٔ رخت شده دیوار و در همه

تا دیده در نظارهٔ حسنت گشوده اند — از خویش چشم بسته بقطع نظر همه

شوخی که دامن از همه برچیده ای حسن
چون نیک دیده ایم گذر کرده در همه

کی باورم شود که تو در پرده بوده‌ای   بی پرده هر زمانه مرا رخ نموده‌ای

من پرده بوده‌ام ای پرده دار راز   چون پرده بر دریدم دیدم تو بوده‌ای

از کاهش فنا چه فزودی بقای خویش   انصاف کن که کاسته‌ای یا فزوده‌ای

از من مپوش چهره که بشناختم ترا

زین پیش بی خبر ز حسن دل ربوده‌ای

دوش رفتم بر در میخانه‌ای   کز مئے وحدت کشم پیمانه‌ای

گفت ساقی در خور این جام مے   نیست الا عاشق دیوانه‌ای

گرچه نور شمع بیند هر کسی   لیک سوزد پر پروانه‌ای

قصهٔ عشق است افسون دلم   پیش بے دردان بود افسانه‌ای

عشق بازی نیست آسان ای حسن

سر بمیدان مے دهد مردانه‌ای

ایکه خود اور لباس ما هویدا کرده‌ای   جان فدایت باد رسم تازه پیدا کرده‌ای

گه بچشم دلفریب و گه بزلف دلربا | عالمی را بر رخت مفتون و شیدا کرده
بهر اطلاق وجودت معنی هر صورتست | قالب هر صورتی را پر ز معنی کرده
پرتو حسن ترا نازم که زو هر ذره را | مشرق خورشید انوار تجلی کرده
وصل عین هجر گشت و هجر شد عین وصال | زلف خود را تا حجاب روی زیبا کرده
دولت وصلت ز نادانی تمنا میکنم | جان من تو خود مرا عین تمنا کرده

بر حسن از عشق خوبان طعنه کی باشد روا
خویش را بر خویشتن محو تماشا کرده

تا تو خود را بجود ای دوست عیان ساخته | خویش را در نظر خویش نهان ساخته
پردهٔ روی تو شد جلوهٔ بی پردگیت | کس ندانست که این پرده چسان ساخته
غافل از روی تو در عین تماشای توام | چشم از غایت حیرت نگران ساخته
در جهان ناظر و منظور کسی غیر تو نیست | باز گو از که رخ خویش نهان ساخته
بر رخ نقطهٔ وحدت که بود اصل وجود | حلقهٔ دائرهٔ کون و مکان ساخته

ساختم سوختۂ آتش عشقت خود را　　جا من تا بدلِ سوختگان ساختۂ

بر حسن طعنۂ رندی چہ زنی ای بت شوق
خود لو اش محرمِ رندانِ جہاں ساختۂ

تا ز خلوت خیمہ بیروں کردۂ　　خلقتے بر خود دگرگوں کردۂ

ہر زماں از عشوہ و ناز و ادا ہا　　سینۂ عشاق پر خون کردۂ

صد ہزاراں سرو رہ آزاد ای صنم　　بندۂ آں قدِ موزوں کردۂ

شاد باش ای عشق کز راہِ کرم　　خانۂ در دلہای محزوں کردۂ

ای ہمائے اوجِ دولت ناگہاں　　آشیانم را ہمایوں کردۂ

فتنۂ لستت ایں ہمہ کز جادوئی　　صد دلِ دیوانہ مفتوں کردۂ

ہست وردِ ہر زبان افسانہ ات　　می ندانم تا چہ افسون کردۂ

حیرتے دارم من ای بیچوں کہ تو
جای در چشمِ حسن چوں کردۂ

گر بگذری صبا بجناب محمدی | تسلیم کن ادا بجناب محمدی
بنشین بمنزلی ادب و عرض حال کن | زین کمترین گدا بجناب محمدی
از دل پیام شوق ز جان عرضه نیاز | برخوان جدا جدا بجناب محمدی
با صد نیاز هدیهٔ روح روان من | هر لحظه کن فدا بجناب محمدی
زین چشم اشکبار که بگریست روز و شب | کن شرح ماجرا بجناب محمدی
اقبال گر مدد کند و بخت رهبری | از سر کنیم پا بجناب محمدی

مقصود ما است دولت دیدار ای حسن
از عرض مدعا بجناب محمدی۔

ای به از عالم و آدم تو بوالا گهری | بو البشر با تو چه ماند که تو خیر البشری
تا قیامت ز مزارم بدمد سنبل تر | گر بآن زلف و لآویز بخاکم گذری
کی تواند که زند لاف بزلف سیهت | لیلة القدر باین رتبهٔ عالیقدری
از جهان گوشه گرفتم بامید کرمت | تا تو با گوشهٔ چشمی بسوی من نگری

همه تن دیده براهت چو فلک منتظرم — کاش بی پرده کند ماه رخت جلوه گری

باسگ کوی تو زان عهد وفا بربستم — تا مرا هم زسگان سر کویت شمری

صبحدم گر بحریمش روی ای باد صبا

از حسن نقد دل و جان به نثارش ببری

زهی ظهور کمال محمد عربی — فروغ نور جمال محمد عربی

دل آمد است بجان جان بلب رسید مرا — در آرزوی وصال محمد عربی

بسان جان بدل و همچو دل بود برم — همیشه نقش خیال محمد عربی

مراز دائرهٔ کون و نقطهٔ وحدت — نشان دهد خط و خال محمد عربی

حسن ز لطف حق امیدوار مغفرتم

بحق عترت و آل محمد عربی!

عاشق زار توام یا سیدی — مست سرشار توام یا سیدی

برد از خویشم عنان اختیار — شوق دیدار توام یا سیدی

از گل و ریحانِ جنت خوشتر است خارِ دیوارِ تو ام یا سیدی
نقدِ جان و دل بکف بنہادہ ام تا خریدارِ تو ام یا سیدی
چوں حسنؔ گردا است مست و بیخودم
ذوقِ گفتارِ تو ام یا سیدے
کجائی یا رسول اللہ کجائی کہ جانم بر لب آمد از جدائی
ظہورت ہر دو عالم را گرفت است ولے در حیرتم پنہاں چرائی
بُود یارب کدامی صبح اقبال کہ چوں خورشید از یثرب برائی
بصورت کعبۂ اربابِ معنے بمعنے قبلۂ اہلِ صفائی
لبت وصّافِ حسنِ لایزالی دلت کشافِ رمزِ آشنائی
قدت سروی ز بستانِ لطافت رخت ماہی ز اوجِ کبریائی
چہ باشد گر تو بنوازی حسنؔ را
ز راہِ دیدہ اش در دل درائی

نقاب از رخ برافگن یا حبیبی — مرا بے خود کن از من یا حبیبی
زمن کز غم گریبان چاک کردم — مکش از ناز دامن یا حبیبی!
چرا نبود ز عشقت زندہ عاشق — تو ئی خود جان ہر تن یا حبیبی
کسی کو کامیاب آمد وز صلت — ز ہجر بستت ایمن یا حبیبی!

خوش آن ساعت کہ بیمارِ حسن را
رخت ماوجہ احسن یا حبیبی ہا ہا

تا جلوہ کرد حسن کمالِ محمدی — پر نور شد جہان ز جمالِ محمدی
آن ذات بے مثال کہ پنہاں بپردہ بود — بے پردہ شد عیان بمثالِ محمدی
مرغِ دلم کہ طائرِ قدس آشیانہ بود — شد دام و دانہ اش خط و خالِ محمدی
نقش و نگارِ ہر دو جہانش زیاد رفت — آن دل کہ بست نقش خیالِ محمدی

ہرگز نمیرد این دل غمدیدہ حسن ہا
تا زندہ شد ز ذوق وصالِ محمدی

ای خوشا حسن دلارای رسول عربی وی خوشا چهرهٔ زیبای رسول عربی
دل آویختهٔ زلف حبیب ازلی سرم آشفتهٔ سودای رسول عربی
دل عشاق شود زنده ز ذوق سخنش ای خوشا لعل شکرخای رسول عربی
طرفه خط است که از نقطهٔ وحدت زده سر الفِ قامتِ رعنای رسول عربی
گر دلم خاک شود خاک رود بر بادم نگذرم من ز تمنای رسول عربی
حق نما آئینه هست به پیشِ نظرم لوح نورانی سیمای رسول عربی
نفروشم اگرم نقد دو عالم بدهند مشت خاکِ ز کفِ پای رسول عربی
کی کند جلوه بچشم دل هر بی بصری رتبهٔ حضرتِ والای رسول عربی

گر مرا دست دهد دولت دیدار حسن
در دل و دیده کنم جای رسول عربی!

ای فخرِ انبیا بجهان پیمبری شایانِ ذاتِ پاکِ تو شان پیمبری
هر نام و هر نشان ز تو پیدا است در جهان ای روشن از تو نام و نشان پیمبری

آندم که در عدم همه پنهان چو راز بود — پیدا شد از تو راز نهان پیمبرے

پیش از قدوم پاک تو ای مظهر کرم — بود ت مسیح مژده رسان پیمبرے

صد جان کنم فدای تو آندم که با حسن
شکر فشان شوی زبیان پیمبرے

ترا زیبد شهنشاهی، در اقلیم دلارائی — باین خوبی و زیبائی، باین شوخی و رعنائی

تو نور العینی امیرسو، تو جانِ جانی ای جان — اگر در دیده بنشینی وگر در دل فرود آئی

همه عالم گرفتارت، همه دلها خریدارت — همه مشتاق دیدارت، که روزی جلوه فرمائی

کسی کم دید در لیلے کسی نشنیده از شیرین — چنین طرز دلارائی چنین رسم شکر خائی

بعالم از سر نو کرد ای جانِ جهان پیدا — قدت آئین رعنائی لبت رسم مسیحائی

حسن زان غمزه جادو ربود است آن پری پیکر
ز تن تاب و ز دل توانائی ز دل صبر و شکیبائے

آه چند انکه می کنم زاری — ردی در هم کشی به بیزاری

کم نگردد ز شان دلبریت گر دلِ خستہ را بدست آری

مگر آموختہ است از تو پری شوخی و دلبری و دلداری

چشم بیمار را نصیحت کن کہ کند ترک مردم آزاری

برقع از روئے بر فگن کہ ترا صد چو یوسف کند خریداری

ماہ و خورشید سر نہد بسجود اگر از رخ نقاب برداری

جنگ با یار و صلح با اغیار دور باشد ز شیوۂ یاری!

از وفائیتو سر نہ پیچم اگر
صد جفا بر حسن روا داری

ای تو نہاں از ہمہ در ہمہ پیدا توئی آمدہ در کن فکان بہرِ تماشا توئی

مست صراحی بکف رند قلندر لباس زاہدِ خلوت نشیں عاشقِ شیدا توئی

شد بہزاراں صور معنئے تو جلوہ گر چونکہ کشادم نظر صورت و معنےٰ توئی

بر ہمہ مے بگذری واز ہمہ دامن کشاں در ہمہ ای بے ہمہ کردہ تجلےٰ توئی

عاشق و معشوق نیست جز تو بجسم حسن
کسوتِ مجنوں توئی صورتِ لیلےٰ توئی

عشق است حیاتِ جاودانی — عشق است مرادِ زندگانی!
جز عشق بنو غم گسارم! — در طفلی و پیری و جوانی!!
دوش آمد و گفت پیرِ عشقم — رمزی ز اشارتِ نہانی
در ہر دو جہاں ہر انچہ بینی — انجملہ توئی اگر بدانی

باشد غمِ عاشقی حسن را
خوشتر ز ہزار شادمانی

اے صبا گر بسرِ کوچہ یارم گذری — کاش باز آئی و بر خاکِ مزارم گذری
خبری یار سفر کردہ بمن باز رساں — چوں ازاں یار گرامی بہ دیارم گذری
می نگارم بامیدِ کرمت نامۂ دوست — نامۂ من برساں چوں بہ نگارم گذری
سرمۂ دیدۂ من ساز ز گردِ رہِ او — چوں بگردِ رہِ آن شاہ سوارم گذری

در دلِ زار حسنؔ جان دگر تازہ کنی

چوں تو اے جانِ جہاں در دلِ زارم گذری

صنما بخوبی و دلبری۔ بخدا کہ از ہمہ برتری
بجمالِ صورتِ تو پری۔ نرسد بایں ہمہ دلبری

گل و لالہ بندۂ روئے تو۔ دل و جان شگفتہ ببوئے تو
نکند برابرے نکوئے تو۔ مہ و آفتاب برابری

ہمہ عالم است گدائے تو۔ سرِ خود نہادہ بپائے تو
دلِ خویش کردہ فدائے تو۔ ہمہ سر فگندہ بچاکری

اگر از خدا حذری کنی۔ سوی ایں گدا گذری کنی
چہ شود اگر نظری کنی۔ ز رہِ عنایت سرسری

ندمد چو روئے تو نو گلی۔ نرسد بزلفِ تو سنبلے
بہ بہارِ حسن تو بلبلے۔ بنود چو من بسخنوری

ہمہ عاشقانِ جمالِ تو۔ ہمہ تشنگانِ وصالِ تو

ہمہ چوں حسنؔ بخیالِ تو۔ کہ گہی بیائی و بنگری

مرادر حدِ حسن آباد پنجاب است دلداری
دلآرائے دلآرامے دلاشوبے دلازارے

بعشوہ سحر پردازی بغمزہ جادو انگیزے
چو چشمِ خویش عیاری چو زلفِ خویش طرارے

نگاری دلفریبے آفتے غارتگرِ ہوشے
جنوں بخشی خرد سوزی جفاجوی ستمگارے

بتے سنگیں دلے کافر نژادے رہزنِ دینے ۔ مسلماں دشمنے عابد فریبے ترک خونخوارے

سہی سروے صنوبر قامتے شمشاد بالائے ۔ نوائیں نو بہارے گلعذارے لالہ رخسارے

جوانے شوخ چشمے تند خوئے ہوسبازے ۔ ستم کیشے جفا کوشے حریفے رند سرشارے

خدا ناترس مستے خود پرستے سخت بے مہرے ۔ ہزاراں خانماں برہم زنے و زخانہ بیزارے

مہی نامہربانے سخت گوئے سست پیمانے ۔ برنگِ آب و آتش سرد مہرے گرم بازارے

جوانے آتشیں خوئے سوارے برق جولانے ۔ ز شوخی زود رنجے دیر کینے مردم آزارے

برخ ماہے بقد سروے بلب لعلے بدل سنگے ۔ بگیسو سنبلستانے بعارض تازہ گلزارے

بہ بازارِ ملامت چوں حسن بنود کسی ہرگز

ز خودکامی سبکسارے ز بدنامی گرانبارے

دل سپردم بتو ای شوخ کہ راضی باشے ۔ نے کہ ہر دم پیٔ جان ہم متقاضی باشے

ایں دمِ حال غنیمت شمر از عمرِ عزیز ۔ تا بکے درِ غمِ مستقبل و ماضی باشے

گر تو فارغ بنشینی بخراباتِ مغاں ۔ بہ کہ در محکمۂ مفتی و قاضی باشے

از سوادِ دلِ خود بے خبری ایطالم چند مشغول با وراق بیاضی باشے

ای حسن حکمتِ معنے طلب از پیرِ مغاں
گرچہ واقف ز الٰہی و ریاضی باشے

چو زلفِ عنبریں راشانہ کردی خرد را والہ و دیوانہ کردی !
چہ افسوں خواندی از لعلِ شکر خا کہ در عشقم چنیں افسانہ کردی !
گر ایں است حقِّ آشنائی کہ از خویشم چنیں بیگانہ کردی
تو نورِ دیدہ و جانِ مائی ! کہ اندر دیدہ و دل خانہ کردی
درونِ دل نشستی اے غم یار چو گنجی جائی در ویرانہ کردی
چہ حاصل از تو ای شمع دل افروز کہ قصدِ کشتنِ پروانہ کردی
ز بندِ کفر و ایماں رستی ای دل کہ ترکِ کعبہ و بُت خانہ کردی
تو خود جانانۂ گر نقد جاں را نثارِ حضرتِ جانانہ کردی
بکوئے دوست جاں وادی بہ تسلیم حسن ایں جرأتِ مردانہ کردی

ای آنکه ز چشمِ من نہانی — پنہانی از آنکہ بس عیانی

ہم روئے جمال خود تو دیدی — ہم سرّ کمالِ خود تو دانی

برتر ز مقیدی و مطلق — آخر چہ بگویمت کہ آنی

آخر بکہ نسبتت دہم من — مانا کہ تو با کسی نمانی

بر لوحِ عدم ز کلکِ ایجاد — بستی صورِ ہمہ معانی

بے پردہ نما رخت حسن را
ای آنکہ ز چشمِ من نہانی

اگر چشمِ دلت دارد ضیائی — نہ بینی در دو عالم ما سوائی

بہر سوئے حقیقت را ظہور یست — نیابی غیر حق در ہیچ جائی

بہر جا شاہدِ معنےٰ عیاں است — ولے پوشیدہ از صورت ردائی

تبسّم در تبسّم ناز در ناز — بہر آنے بہر طرزے ادائی!

بعشوہ رہزنِ ہر پارسائی — بغمزہ آفتِ ہر مبتلائی!

بچشمِ صید افگن دلستانی　　　بہ لعلِ شکر افشاں جانفزائی

بہر آنے جہانی صید کردہ

بہر شانی حسن را دلربائی

ای عشق کہٖ و از کجائی　　　آشفتہ چنیں بمن چرائی!

در دیدہ درا کہ نورِ عینی　　　در دل بنشیں کہ جانِ مائی

تا چند ز من کنارہ گیری　　　خواہم بکنارِ من درائی!

تا کے چو زمانہ حیلہ سازی　　　تا چند چو عمر بے وفائی

پیش حسن از جمال رویت

ای کاش نقاب اگر گشائی

ای تو بیرون از دلِ ما در دلِ ما ہم توئی　　　بیدلِ خود را دلاشوب و دلارا ہم توئی

این من و مائی حجابِ بی من و ما ہم توئی　　　ای مبرا از من و ما در من و ما ہم توئی

جز تو کس مفتون و شیدا بر رخ زیبا نیست　　　بر رخ زیبائی خود مفتون و شیدا ہم توئی

خود تو اندر نورِ خود پیدا نہاں گردیدهٔ ای بہ پیدائی نہاں گردیده پیدا ہم توئی

از حسن پنہانی از نور ہویدائی خویش

ای نہاں اندر ہویدائی ہویدا ہم توئی

از چہ ای یوسفِ جان پردہ زرخ وا نہ کنی غارتِ نقدِ دل و دینِ زلیخا نہ کنی

اینکہ زینگونہ لبِ لعل شکرخا داری از چہ رو دعویٔ اعجاز مسیحانہ کنی

تا بکی حسنِ تو در پردہ نہاں خواہد بود عجب است اینکہ پی جلوہ تمنا نہ کنی

عشوہ ہا میکند از صورتِ تو حسنِ ازل از چہ رو جلوہ بایں صورتِ زیبا نہ کنی

قامت از سرِ ناز است قیامت انگیز محشرِ دلبری از بہر چہ برپا نہ کنی

شوخیٔ ناز ترا رخصتِ آرام نداد وہ کہ در دیدہ درائی و دمی جا نہ کنی

میخرم یکسرِ موبت بدو عالم چو حسن

لیک ای آہ چہ سود است کہ سودا نہ کنی

با زلف یار آہ چہ سودا کند کسی آشفتگی چہ گو نہ تمنا کند کسی

بر پای خود ز خون شهیداں حنا مبند | ترسم کہ تہمتی بتو بر پا کند کسی

ای شوخ دیدہ جا بدل کس نمیکنی | آخر بگو کہ چوں بدلت جا کند کسی

جز آئینہ کہ ہست خیالِ تو در برش | حاشا اگر نظیر تو پیدا کند کسی

غیر از صبا کہ ہست ہوادار اہلِ دل | مشکل ز کار غنچہ گرہ وا کند کسی

در دور معجزِ لبِ جاں بخشِ او حسنؔ
نشنیدہ ام کہ ذکر مسیحا کند کسی

ایکہ از ہر شکل و ہر صورت پدیدار آمدی | مظہرِ خود خود شدی و خود باظہار آمدی

ہم جمالِ روئی خود را خود تو عاشق بودہ | ہم متاعِ خویشتن را خود خریدار آمدی

گاہ مانندِ زلیخا دم ز عشقِ خود زدی | گاہ چوں یوسف بخوبی گرم بازار آمدی

خود انا الحق گفتہ و خود ہو الحق بودہ | خود شدی منصور قصاں بر سرِ دار آمدی

خود چو زاہد سبحہ صد دانہ بگرفتی بکف | خود برہمن گشتی و پیچیدہ زنار آمدی

خود بسانِ کوہکن در عشق بودی تلخ کام | خود چو شیریں بالبِ خنداں شکر بار آمدی

از پی دل بردن مسکین حسن از شهر قدس
در حریم کن فکاں پوشیده رخسار آمدی

مائیم ملنگ لاو بالی ! سرمست شرابِ لایزالی
در صورتِ ما جمالِ معنے پیداست بشانِ ذوالجلالی
ما عاشقِ صورتِ محمد ! در پردۂ کسوتِ بلالی !
در خاک قلندران نهفتند گنجینۂ از رموزِ حالی

بنگر به حسن که صورتِ اوست +
آئینۂ طلعتِ جمالی

سرِّ وہنش زمن چه پرسی زین ہیچمدان سخن چه پرسی
خاموش که جای گفتگو نیست ای غنچه ازاں دهن چه پرسی
معشوق دمی است اگرمیسّر دیگر ز نو و کهن چه پرسی
هم جانی و هم دلی و هم تن ! باز از دل و جان و تن چه پرسی

گر کوہ کنی چو جان کنی ہا است　　فرق از من و کوہ کن چہ پرسی
گر حالتِ ہجر و وصل ایں است　　از مردن و زیستن چہ پرسی
از من کہ دلِ شکستہ دارم　　زاں طرّۂ پر شکن چہ پرسی

نے دل بمرادِ من نہ دلبر
از بیدلی حسن چہ پرسی

واجب مطلق کرد ممکن بہرِ ظہور ایں جلوہ گری　　چوں بحقیقت می نگرم نے من دگرم نے تو دگری
نی معشوق نہ عاشق بودی بود ایں ہمہ ناز و نیاز　　حسن ازل خود داشت تقاضا تا کہ کند ایں پردہ دری
آئینہ از مظہر جامع کرد بدست آں طرفہ نگار　　صورتِ خود را کرد تماشا اندر کسوت بوالبشری
گرچہ زہر آئینہ روشن عکس جمالش چہرہ نمود　　ہم ز تغیر ماند مصون ہم ز تعدد ماند بری
در احدیت بی ہمہ و اندر وحدت عین ہمہ　　ایکہ بروں از ہر بنمائی چوں ہمہ ما میگذری

چشم خدا بیں باز کشا و نقش جمال اللہ بہ بیں!
تا چو حسن در صورت انساں ذات مقدس در نگری

ما ز صحن گلستان بنبرم رخت بوئے | زیں پس من ساقی و شراب و لب جوئے

با موئے تو پیوند کنم رشتهٔ جاں را | تا در من و تو فرق نباشد سر موئے

چوں شیشه مرا ہست دل نازک و ترسم | کافتاده بدست صنم عربده خوئے

با آئینه روئے تو سوگند که ہرگز | آئینه ندیده است چو تو آئینه روئے

چوں اہل خرابات بشو از دو جہاں دست | در مذہب رنداں به ازیں نیست وضوئے

از اہل ولایت نه شود شیخ بدستار | دارد سر بے مغز چو پوسیده کدوئے

بر باد دہم جان گراں مایه ببویت | گر باد صبا آورد از زلف تو بوئے

چوں خاک نشینم بره باد سحرگاه | تا ہمرہ خویشم ببرد بر سر کوئے

در موسم گل ہمچو حسن توبه شکستم

زیں پس من ساقی و شراب و لب جوئے

بتو میسرم که چوں جاں بدل آرمیده باشی | نه که ہمچو صبر و طاقت ز دلم رمیده باشی

بکمال انتظارت نه طپید دل من امشب | تو مگر ز دیده پنہاں بدلم رسیده باشی

چو در آئینه ببینی رخ چون بهار خود را — بخدا که دامنِ دل ز چمن کشیده باشی

ز فروغ ماه رویش بتو الفلک چه گویم — اگرش ندیده باشی بجهان چه دیده باشی

شود آشکار آندم بتو قدر باده زاهد — که بنقد جان ز ساقی قدحی خریده باشی

ن: اگرش ندیده باشی زکسان شنیده باشی

نه خیال سود دنیا نه سرِ زیان عقبیٰ
تو حسن در آفرینش بچه آفریده باشی

حیف باشد که تو از خویش تمنا نکنی — حسن بے پرده دریں پرده تماشا نکنی

عشوه ها میکند از صورت تو حسن ازل — از چه رو جلوه بایں صورت زیبا نکنی

هست حسنِ رخ تو عکس جمالِ ازلی — از چه دیدار چنیں حسن دلارا نکنی

گو بمجنوں که دگر از پی محمل مشتاب — در خود از بهر چه نظارهٔ لیلیٰ نکنی

چوں تو مقصود خودی در طلبِ خود مشتاب
ای حسن بهر چه در خویش تماشا نکنی

خود را چو بدیدهٔ حقیقت نگری — دانی بیقین که خود تو چیزی دگری

تا آنکه تو با خودی خدا پنهان است — الحق بخدا رسی گر از خود گذری
هر رنج زمانه بر تو راحت باشد — گر تشنگی عشق بر خود آسان شمری
ای آه که زلف او بد ستم نه فتاد — وین عمر عزیز رائگاں شد سپری

ای جان حسن ترا مبارک بادا
با خوبی معنوی جمال صوری

ای سرورِ نیکوان بو الا گهری — شمسی بچنیں جمال یا خود قمری
حیرانم ازیں جمال و صورت که تراست — حوری و پری فرشتهٔ یا بشری
از نازِ تو کم نگردد ایجانِ جہان — با گوشهٔ چشم اگر بسویم نگری
از غایت شوق سر بر ارم ز لحد — گر از رهِ لطف بر مزارم گذری
ہمچوں حسن از غمت چناں نالیدم — کز نالهٔ من گریست مرغِ سحری
با تو ہرگز کسے رسد در دلبری — گر بود خود حور و گر باشد پری
رشک حور آمد جمالِ روئیتو — وز پری در حسن ہم زیباتری

از تو روشن شد همه ذراتِ کون ای جمالت آفتابِ خاوری
با لبِ شکر فشانی قوتِ روح با رخِ تابنده مهرِ انوری !!!

ای حسن در سلکِ معنے پروراں
فاش میگویم که والا گوهری

می سزد یارا اگر یاری کنی دل بدست آری و دلداری کنی
نیست دُور از راه و رسمِ خواجگی بندۂ را گر خریداری کنی!
کم نگردد شانِ دلدارئ تو گین زماں ترکِ دلآزاری کنی
نازنینا بے نیازی تا بکے زاریم بینی و بے زاری کنی
همچو چشم و زلفِ خود ای دلربا چند عیاری و طراری کنی
بهتر است ای دل کزیں زهدِ ریا مستی و رندی میخواری کنی

ای حسن در صحبتِ مستانِ عشق
خوش بود گر ترکِ هشیاری کنی

مناجات بجناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بطور مسدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تاب ہجرت بر ندارم بر قع از رو بر کشا ؕ طاقت دوری ندارم ای شہ میموں لقا
یا محمدؐ چوں توئی سلطان ملک ما طغیٰ ؕ خیز از سنجاب شاہی بین بحال این گدا
کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

انت شمسی فی الضحیٰ یا انت بدری فی الدجیٰ ؕ انت روحی انت قلبی یا نبی المجتبیٰ
یا محمدؐ یا موحد اہدنی یا مہتدیٰ ؕ غیر تو ملجا ندارم التجا یا ملتجیٰ
کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

استقامت در رہت بر باد شد یا ویلتا　　زاں سبب حیراں پریشاں ماندہ ام یا حسرتا
از درونم پر کثافت وز بروں دارم رجا　　آہ ازیں حالت کہ ماندم غرق در بحر بلا

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ غشی مشکلم پیش آمدہ　　نفس کافر روز و شب بد رسم و بدکیش آمدہ
راہزن شیطان ہم شد بر دلم ریش آمدہ　　زخمہا بد کاریش وز سوئی تن نیش آمدہ

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ ندانم از کدامی ملتم　　کافرم یا بت پرستم یا مسلماں سیرتم
اندریں غم رونق دل مے پذیرد قلتم　　حسبتہً للہ رہانم زیں بلا پر علتم

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

اندراں روزی اجل چوں رخنہ درجانم کند حال ایں بدکیش بتو قصدایمانم کند
لطف کن تالطف تو آنوقت اسانم کند کلمۂ طیب تشہد بر زباں رانم کند

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

عاقبت گر بر سرم چوں منکر آید یا نکیر حیرتے دارم چہ خواہد گفت ایں مسکیں فقیر
در چنیں جائی خطر باہیبت و خوف و نفیر گر نباشد لطفِ تو بس وای بر مسکیں حقیر

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

یا نبی اللہ مدد کن روز محشر جانگداز در تفکر چوں بروں آیند جملہ اہلِ راز
عاقبت کارم فتد در دست حضرت بینیاز آزماں واحسرتا گر تو نباشی کارساز

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

وقت آں دارم نہ یارے نے برادر غمگسار نے کسی واقف شدہ نے مشفقم بر حالِ زار
کیست جز تو یا محمد از صغار و از کبار محرمِ ایں خستہ حال و مخلصِ ایں دلفگار

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

روز محشر ہر گدامی یا شفیع المذنبین گرد تو آیند جملہ ہم ندیم و ہم قرین
ہمچو من شرمندہ را اعمالہائی بد ترین با کرم خواں آں زماں یا رحمۃ للعالمین

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

میگذارم روز و شب از پلِ صراطِ پر خطر بگذرند پاکاں از آنجا با فراغت خوب تر
پر گرانم من ز عصیاں چوں کنم زاں جا گذر دستگیرم باش تا من در نیفتم در سفر

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

روز و شب خواہم ز تو ای سید خیر البشر　　جام شوقم پر دہی تا مست گردم بے خبر
قطع گردانی علائقہائی دنیا سر بسر　　ہمتی دہ تا ز طاعت من نباشم بے ہنر

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ بحق ثانی اثنین اذ ہما　　صادق صدیق اکبر بوبکر شمع ہدےٰ
یا رسول اللہ بحق آں امیر المہتدیٰ　　محتسب حکم شریعت حاکم حکم قضا

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ بحق شاہ عثمان ذو الوقار　　جامع قرآں حبیب اللہ مفتاح القرار
یا رسول اللہ بحق شاہ مرداں شہسوار　　لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یارسول اللہ باخلاصِ اویسِ ارجمند — حق شعاری حق پرستی حق سرشتی حق پسند
بشکند دندانِ خود در راہ سید مستمند — وارثِ دلقِ نبیؐ باچار یارِ سربلند

کن نظر برحال زارم بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰؐ

یارسول اللہ بحق آں شہیداں مقبلین — سید الکونین والثقلین حسن والحسین
دوستی خاتون جنت کاں شفیع المذنبین — فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ اجمعین

کن نظر برحال زارم بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰؐ

یارسول اللہ بحق غوث اعظم پیر ما — قطب ربانی کہ آمد دو دو عالم مقتدیٰ
شاہ شمس الدین محی الدین محبوبِ خدا — محرم اسرار حق سلطان ملکِ اولیا

کن نظر برحالِ زارم بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰؐ

یارسول اللہ بحق آں شہہ میمون لقا شیر حق میراں بہاؤالدین پیرِ رہنما
واقفِ ہر چار منزل مالکِ ملکِ بقا مست عاشق لاوبالی شاہبازِ کبریا

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

یارسول اللہ بحق میر عالم کبریا تکیہ گاہِ نامراداں فاصل اللہ العطا
شد مقیم آں پیرِ غازی مقتدا اولیا رہنمائے عارفاں قطبِ زمان اصفیا

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

ای حسن خامش مدہ تصدیع و آزارِ حنین تو فقیری از گدایان وز سگانش کمترین
خفتہ بر سنجاب شاہی مہ جبین نازنین آں شہہ کونین ختم الانبیا والمرسلین

کن نظر بر حال زارم بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰے

مرثیہ امامین شریفین

بصنعتِ مربع

درماتم حسین کہ ارض وسما گریست — ماہی درآب و مرغ باوجِ ہوا گریست
تنہا نہ امت از غم آلِ عبا گریست — ہم مرتضیٰ فغاں زد و ہم مصطفےٰ گریست
زیں درد باہم آدم و حوا گریستند — ایوب و صالح و زکریا گریستند
کرّوبیاں بعرش معلےٰ گریستند — دیدند چونکہ پیشترِ انبیا گریست
چوں از شہادتش خبر آورد جبرئیل — چشمِ علی زگریہ خوں گشت رودِ نیل
بگریستند جملہ خلائق باین دلیل — کاین سخت مشکل است کہ مشکلکشا گریست
از گرد بادِ غم کہ بگردوں گرفت راہ — در روزگار بسکہ بہم گشت دود آہ

میدانِ خاک تیره شد و آسمان سیاه — آن دود آه ابر شد و جا بجا گریست

آمد سواره بر سرِ میدانِ کربلا — میخورد خونِ دل بسرِ خوانِ کربلا

گردش اجل بغمکده مهمانِ کربلا — تا آنکه جان سپرد بر و کربلا گریست

بشکست خود و هم زرهش جا بجا درید — صد زخم جانگزا به تنِ نازکش رسید

آندم که نعش او بسرِ خاک می طپید — جبریل نعره کرده بصد هائی ها گریست

جز ذاتِ حق نماند کسی همدمِ حسین — برهم فتاد دور فلک از غمِ حسین

آمد زمین بزلزله از ماتمِ حسین — لرزید ساقِ عرش چو خیر النسا گریست

دردا که آن شهِ عرب و سرورِ عجم — رختِ وجود برد سوی کشورِ عدم

هرگه سرِ حسین کشیدند بر علم — اندر مزارِ خود حسنِ مجتبیٰ گریست

لب تشنه زخم تیر چو خورد آن صغیر پاک — بر جائی آب روزی او شد غبار خاک

در حیرتم که سینهٔ گردون نگشت چاک — چون اصغرِ بریده گلو زین جفا گریست

بر کشتگانِ بی کفن و خستگانِ جور — بر سر برهنگانِ حرم از جفائی دور

بر زخمیان خستہ بزیرِ سمِ ستور — تقدیر سود دست تأسف قضا گریست

بشگافت سینۂ فلک از آہ جان گزا — ترگشت دیدۂ ملک از درد بے دوا

خوں شد دلِ زمین و زمان ز ریختن جفا — چشم ستارہ زین ستم ناروا گریست

پندی نداد ہیچ کس آں جور پیشہ را — کای تیغ کیں کشیدہ بر اولاد مرتضےٰ

اندیشہ کن کہ شور قیامت شود بپا — بنتِ رسولؐ چونکہ بروز جزا گریست

چوں روزِ حشر بیوۂ قاسم زند فغاں — ارکانِ عرش زلزلہ گیرند آن زمان

گر دادِ من نمیدہی ای داورِ جہاں — باید بحال زار من بینوا گریست

چوں اہلبیت بانگ تظلم برآورند — وز تیر آہ جوشش افلاک مے درند

گویند چوں معاملہ پیش خدا برند — بنگر کہ ہر دو کون برین ماجرا گریست

خواہم کہ داستانِ مصیبت کنم بسر — تا کے کند تحملِ غم طاقت بشر

غیر از رضا حسنؔ نبود چارۂ دگر

باید ز بہر داد بہ پیش خدا گریست

قصیدہ در مدح امیر الامراء العظام مقرب الخاقان

نواب محمد بہاول خان عباسی والی ریاست بہاولپور مدظلہٗ

ہزار شکر کہ بار دگر ز فیض ہوا !
شگفت روئے زمیں چون ضمیر اہل صفا

چو مفلس از در اہل کرم گرفت دگر — چمن ز دولت اردی بہشت برگ و نوا
ازیں نوید کلہ کج نہاد شاہد گل — ز افتخار ببر در گرفت غنچہ قبا
بہ تنگ ظلمت شب گشت از فروغ سحر — ز فر دولت گل محو صولت سرما
ہزار گونہ نتائج بروی کار آورد — ز امہات اسافل اعالی آبا
بروی حاشیہ باغ منشی قدرت — نوشت با خط ریحان بدائع انشا
چنان نسیم صبا گشت کارواں زن ہوش — کہ بوئے نافہ چیں برگرفت راہ خطا

چو سقف چرخ زر اندودہ سطح خاک از نور | چو جیب باغ گل آمود دامنِ صحرا
پئے قدوم شہنشاہ گل بصحن چمن! | ز رخ بسیطِ زمین شد بساطِ دیبا
صفائی آئینہ باغ بین کہ رنگ شفق | ز عکس بر کفِ دست چنار بست حنا
نمودہ دانہ شبنم بروئے سبزہ تر | بسانِ عقد ثریا ز گنبدِ مینا
ز غنچہ سر بدر آورد گل بوقت سحر | چنانکہ نکتہ رنگین ز خاطر دانا!
کمیں کشادہ برخسار لالہ سنبل تر | چو طرہ بر رخ گل رنگ شاہد زیبا
جمال چہرہ عابد فریب شاہدِ گل | بجلوہ توبہ شکن شد بعشوہ ہوش ربا
نسیم داد ز روح القدس نشان امروز | سمن کشادہ بادرجِ فلک ید بیضا
چو خندہ شکر افشانِ یار شور انگیز | ز غنچہ نمکین طوطیانِ شکر خا
مگر شگوفہ بادام چشم شد ہمہ تن | پئے نظارہ شوخانِ گرم ناز و ادا
چو بوئے زلف نگار از عبیر نکہت باغ | صبا است مشک فروش و نسیم نافہ کشا
ز خاک سر بفلک بر کشید سرو سہی | چنانکہ سر بنہد از طبع مصرعہ یکتا

چو عکس لالهٔ احمر بجوی آب افتاد | ز جویبار گل آفتاب شد پیدا
سحر که چون دل عاشق ببوی طرهٔ دوست | ز کار غنچه گره واکشاده باد صبا
غزل سرا شده بلبل بوصف شاهد گل | چنانکه من به ثنای امیر بی همتا

زهی امیر محمد لقب بهاء الدین

معین ملّت و دین رکن دولت و دنیا

خجسته سرور مه طلعتی که چون خورشید | ز نور معدلت او جهان گرفت ضیا
ز حسن صورت او وز جمال طلعت او | طلوع مجد بها و سطوع عزّ و علا
ابجد دولت او وز علو همت او | ظهور فیض و عطا و وفور جود و سخا
به دور سلطنت روزگار مملکتش | کرم نموده ظهور و الم نموده خفا
جهان باعث محو رسوم جور و ستم | زمانه در پی اثبات نقش مهر و وفا
پی خواص و عوام جهان ز فتنهٔ دهر | حضور او شده ماوا جناب او ملجا
ستمکشان جهان را حمایت کرمش | بعدل عقده کشا و بلطف کار روا

ہوائے مملکتش سر نفس رواں آسا | بہار معدلتش یک چمن جہاں را
ندیدہ چشم فلک کم شنیدہ گوش جہاں | نظیر او بسخاوٗ عدیل او بعطا
ہم از مکارم اشفاق از ہمہ برتر | ہم از محامد اخلاق از ہمہ اعلےٰ

زمصحف رخش آیاتِ سروری روشن
لبسان شعر حسن در قصیدہ غرا

ایضاً قصیدہ ثانی

در دعا

خدیو داد گر اسرورا جہاں گیرا
امیر بندہ نواز اخجستہ سر دارا

توئی بدولت باقی ز دھر مستبشر | توئی بہ ہمت عالی زخلق مستثنا
گرفتہ غاشیہ ئست فرقدین لفرق | نوشتہ سکہ نام تو سیم بر سیما

ز رشک فیض تو از دیده آب ریزد ابر | ز شرم جود تو کف بر لب آورد دریا
ز هیبت تو بدشمن ز رحمت تو بدوست | مدام بیم و امید و همیشه خوف و رجا
بعاکفان جناب تو در ظهور جلال | نه بد حل کم و کیف و نه جای چون و چرا
بود ثنای تو برتر ز وهم گردون سیر | بمدح تو نرسد فکر آسمان پیما
ندیده غایت شانِ ترا خرد هر چند | بسوی ذروهٔ افلاک گشت اوج گرا
چو پای فکر من از کار ماند همچو قلم | نهاده از ره تسلیم سر بخطِ رضا
بصد نیاز سحرگاه و عجز نیم شبی | ز حق ترقی عمر تو کردم استدعا
زمانه تا ز رخ روز زلفِ شب چو عروس | کند باهل نظر جلوهٔ هر صباح و مسا
بود شبِ تو شب قدر و روز تو نوروز | به بخت و دولت و اقبال و جاه عمر بقا
بحق ایزد سبحان و خالقِ بیچون !! | که عاجز اند ز کنه حقیقتش عرفا
بحق حضرت خیر البشر امام رسل | شفیع روز جزا هادی طریق هدی
بحرمت خلفائش که هر یکی ذیشان | بصدق و عدل و حیا و بعلم شد یکتا

بحرمت حسنینؑ علی وعالی قدر | کہ بود طلعتِ شانِ نوردیدہ زہرا
بہ خواجگان سلاسل کہ نور باطن شان | فرا گرفتہ چو خورشید جملہ ارض وسما

بود جمال تیرا نور ظاہر و باطن
بود کمالِ ترا فضل صورت و معنا

قصیدہ ثالث در مدح والی ریاست

بہاول پور دام برکاتہا،،
ہزار شکر کہ از لطف قادر مطلق
کہ ہست صانع بیچو وخالق بر حق

نوشت دست قضا در صحیفہ ایجاد | ترا بصورتِ احسن بسیرت الیق!
کند ثنا تو زا نگونہ انبساط ضمیر | کہ فیض باد صبا شقۂ شقائق شق
چناں بمدح تو گشتم نگارہ بند ثنا | کہ خامہ ام ز عطارد بود قصب سبق

بدائع کلمات و صنائع الفاظ | بمعجزات معانی نموده ام ملحق
رموز وصف تو آمد ارشارت مبهم | غموض منقبتت در عبادت مغلق
دقائق صفتت در ضمائر افکار | برنگ معنی مستور در لغات ادق
مبانی حسنات تابتر برکات | شد از مصادر حکم عدالتت مشتق
ز نعمت ز قرات خواص خورده نصیب | ز دولتت طبقات عام برده طبق
نتائج حرکات دوائر افلاک | بود بحکم تقاویم طالعت اوفق
خصائل تو خرد را مشوا بداو ضح !!! | شمائل تو ادب را دلائل اوفق
ز اشعه لمعات بوارق تیغت | نموده ریگ بیابان صفائح ابرق
عجب مدار بدوران حامی ضعفا | به نسر طائر اگر بال و پر کشاید بق
فگنده پیش جلال تو آفتاب سپر | ز دست برد تو مریخ وا کشاده بحق
امید دار کرمت قرص آفتاب بچرخ | که تا شود بدم و الیبینش بدر محق
ملک ز فیض سخای تو یافت خلعت نور | فلک ز دست عطای تو خرقهٔ ازرق

اگر نہ خلعت لطف از تو یافتے پر فلک | چرا نبودہ بداماں اور طراز شفق ؛
عنایتِ تو دہد با سحاب بارانی | رعایتِ تو چمن را قبائے استبرق
کسیکہ با تو قدم بر بساطِ قرب نہد | شود ز لطف تو فرزین اگرہ بود بیذق
سپہر بار گہت راست کہتریں پایہ | فلک زدہ شانِ تو کمترین جوسق
رخ تراست غلام درم خریدہ بہار | خرام قد ترا سرو بندہ معتق
ز روزگار تو سرسبز عرصۂ گیتی ! | ز نو بہار تو باغِ زمانہ را رونق
ز معجز رخ خوبت بدور خطِ سیاہ | کند بیاض فلک جلوہ در سواد عمق
سحاب فیض ترا ہفت اختران قطرہ | محیط جود ترا ہفت آسمانِ زورق
دل حسود نیاورد تاب شمشیرت | قرار بردمِ آتش نمیکند زیبق
بقلعۂ کہ اماں گیرد از جلال تو خصم | حضیض نکبت واد بار گردوش خندق
ز بیم بارقۂ تیغ آتش افشانت | در آب شد ہمہ تن آفتاب مستغرق

فروغ شمع شبستان دین بہادر خان

چراغ خانہ عباسیاں توی الحق

زتست نام پدر روشن و عجب نبود زصبح صادق اگر آفتاب زد بیرق

بود بوفق مرادت مدام لیل و نہار باختیار تو باد اعنان ایں ابلق

ز ذکر خیر تو عاری مباد شعر حسنؔ

ز نقش نام تو خالی مباد روی ورق

رباعیات

چنیں کہ روئے تو شد جلوہ گر خدا حافظ کراست پیش تو تاب نظر خدا حافظ

حسنؔ جز آں بُتِ زریں کلاہ و سیمیں تن کراست آرزوی سیم و زر خدا حافظ

رباعی

تا ماہ رسید آہ ہم امشب آہ از نرسد بماہ ہم امشب

بے ماہ رخش نخفت چشمم ای ماہ تو ئی گواہ ہم امشب

رباعی سوال تصنیف مولوی محمد شریف تخلص مسکین

قوم نجار سکنہ اندرون بوہر دروازہ ملتان بخدمت شریف جناب حضرت منشی غلام حسن شہید علیہ الرحمۃ و الرضوان

اے بلبل خوشنوائے گلزار سخن ہر نکتہ چیدۂ تو رنگیں ز چمن!
باز مرثہ دعائے خیرم یاد آر زاخلاص چو دادایزدت خلق حسن

رباعی بجواب آن از مصنف دیوان ہذا

رباعی

اے ہادی رہنمائے من خدارا مددے وے کامروائے من خدارا مددے
افتاد ہزار عقدہ درکار حسن وائے عقدہ کشائے من خدارا مددے

رباعی

رسمیت بتان سیمتن را کارزده ولانِ خویشتن را
او بجفا بیاز ماینند وآنکه زسروفا درایند

فرد

ایکه اندر ہمہ ذرات جہانت بینم پردہ بردار کہ بینام ولشانت بینم
دیدیم بصحن گلستانِ جٹ ازغصہ گرفتہ برجبیں وٹ
خواست یکہ سازد جلوہ گری آں شاہد من باذات صفات
صورتِ من راآئینہ کرداں صورت خودرا باشبہات
من ہمہ صورت حق ہستم من علین حقم نے غیر حقم
بیں توخدادرصورت ماتا یابی ازہمہ غیر نجات

رباعی

ای حرف تو پردہ کوئی سبقت ز حریف   وے ظرف پر از ظرافتِ طبعِ ظریف
تا ہست بدہر از شرافت اثری   بادا شرفِ سخن بآں ذات شریف

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ آبشار باغ عام خاص کہ نواب محمد مظفر خان صاحب مرحوم بنا کردہ و حضرت فی البدیہہ تاریخ فرمود

بستہ بطرز رنگین اوستاد پختہ کاری   شائستہ آبشاری برجستہ جوئباری
۳۰ ۶ ۱۲
تاریخ او چو گفتم صد پیچ و تاب خوردم   چون زلف ماہ رویاں چہ مسلسل آبشاری

قطعہ تاریخ بناء باغ عام خاص ملتان

مظفر طالعی نواب والا
بنا کرد است ایں باغ دلارا
زہے گلزار باغ تازہ بنیاد
کہ باد از بہارِ جنت آباد
چو تاریخ از خرد جستم بگفتا
سنہ ۲۷ ۶ ۱۲ھ
مبارک بوستانِ رونق افزا

قطعہ تاریخ حوض باغ عام خواص

چہ فرح انگیز است اینکہ آمد!
زآب زندگی پائندگی بخش!

چو از خضر شش بجستم سال تاریخ

سـ ۲۶ ۲ ۱۲ ۱۲۳۰ھ

بگفتا- آبگیر زندگی بخش

قطعہ تاریخ باغ عام خاص

نواب موید و مظفر — آراستہ باغِ روح پرور

چوں باہمہ زینتش برآراست — تاریخ بنائے فرخش خواست

۱۲ ۲ ۲۶

از مصحف دل برآمد ایں فال — بشگفت بہار عز و اقبال

تاریخ بنائے محل نواب محمد مظفر خان صفدر جنگ بہادر غازی و شہید حاجی علیہ الرحمۃ

کہ در شہر شجاعباد تعمیر فرمود

الحمد للہ

مظفر طالعی نواب والا — چو ایں رنگیں عمارت کرد برپا

۱۲ ۲ ۲۳

خطاب آمد ز لطف حق تبارک — زہی خورم محل جائے مبارک

ایضاً تاریخ عمارت

افوض امری الی اللہ

زہے غریب محل جلوہ گاہ زینت و زیں — بنائے حضرت نواب حاجی الحرمین

۱۲ — ۲۳

خرد لبال بنائش چہ در معنے اسفت — عجب عمارت دلکش بنائے زیبا گفت

الحمد للہ

ایضاً تاریخ عمارت

مظفر نواب در بہرہ مند

کہ در سایۂ حق تبارک بود

عمارت بنا کرد گفتا فلک!

۱۲ — ۲۳

دلارا عمارت مبارک بود

ایضاً قطعہ تاریخ برج مظفر

ساخت والا گہر مظفر خاں

عالم افروز برج ہمچوں درج
مشتری گفت سال تاریخش
۱۲ ۲۹
در سعادت زہی مبارک برج

ایضاً

بنا کردہ مبارک برج روشن
مظفر خاں بفضل حق تبارک
بتاریخش خطاب آمد ز یزداں
۱۲ ۲۹
ترا بادا مبارک صد مبارک

قطعۂ تاریخ تعمیر مکان پرستش بنیان جوگ مایہ کہ

مہاراجہ مولراج بن دیوان ساونمل باز سر نو بنا کرد و از

حضرت مصنف تاریخ تعمیر طلب داشت

زدیوان والا نسب مول راج

کہ بادا ز چشم بدخواہ دور

شد این نقشۂ جوگ مایہ تمام

بخوبی درین جلوہ گاہ ظہور

چہ تاریخ سالش بجستم ز دل

۱۹

زہی دل کشا آستان حضور

شمس نامہ درمدح سلالہ خاندان مصطفویٰ عصنادو

دودمان مرتضوی حضرت مخدوم شمس الدین صاحب

جیلانی سجادہ نشین حضرت سید حامد شاہ رحمتہ اللہ علیہ

دوشش بہر سید شمس الدین قلم

کردحرفے چند درمدحش رقم

شمس دین از آسمانِ دیگر است	مشرقستانش جہانِ دیگر است
شمس را نسبت بشمس الدین مکن	ذرہ و خورشید ہم آئین مکن
شمس گردون از غلامانِ وی است	شمسہ از سقف ایوان وی است
شمس اہر چند نور دیگر است	شمس حق را خود ظہور دیگر است
شمس را آں طلعت و رخسار کو	شمس را آن قامت و رفتار کو

شمس را زلفِ دلاویز از کجاست — شمس را لعلِ شکر ریز از کجاست
شمس را آں گیسوئے دلبند کو — شمس را آں لعل شکر خند کو
شمس را کو عز و جاہ و فرّ و زیب — شمس را کو آں جمال دلفریب
شمس را کو پایگاہ سروری — شمس را کو رسم ناز و دلبری
شمس را آں نرگسِ شہلا کجاست — شمس را آں عارض زیبا کجاست
شمس را کو آں خط و خال عجب — شمس را کو آں تبسم زیر لب
شمس را آں چشم و آں ابرو کجاست — شمس را آں غمزۂ جادو کجاست
ایں نہ آں شمس است کز اوجِ سماء — سر فرود آرد بخاک بے نوا
شمس را با شمس دیں اے حق شناس — خ — خوب سنجیدم بمیزانِ قیاس
ایں گرانِ بود و نہ جنبید از زمیں — واں سبک رو شد بچرخ چارمیں
بلکہ آں شمس است کز روئے زمین — م — سر کشد تا آسمان ہفتمین
شمس دیں چوں کہ ز نور خود عیاں — جملہ ذرّاتِ کواکب شد نہاں

طرفہ شمسے مشرقستان جمال — آفتابے سر زد از اوج کمال

ہست شمس الدین ز نور مصطفےٰ — زلف او واللیل درویش والضحیٰ

سیدی والانژاد سرورے — شاہ عالی درگہی دین پرورے

قبلۂ اہل بصیرت روئے او — کعبہ ارباب معنی کوئے او

گوہر درج سیادت از نسب — اختر برج سعادت از حسب

نور چشم شاہ جیلانی است ایں — مظہر محبوب سبحانی است ایں

مادر دہر ارچہ بس فرزند زاد — ارجمندی مثل او ہرگز نزاد

شمس الدین طالع شد از برج اسد — کز نسب با شیر یزداں میرسد

خاتم از مہ ترک استیناس کرد — روئے شمس الدین مرا شماس کرد

چوں در آمد در چمن چالاک و چست — از زمین گویا گل خورشید رست

سرو برپا جست از تعظیم او — طوق قمری گشت در تسلیم او

بلبلاں را از آشیاں آوارہ ساخت — گل ز رشک او گریباں پارہ ساخت

چوں حدیثِ شمس دیں در گوش کرد   غنچہ لب را از ادب خاموش کرد

لالہ چوں دید آں رخِ خنداں بباغ   ز آتش حسرت دلش شد داغ داغ

چشم نرگس ماند ہم حیران او   شد سنانِ چشم او مژگانِ او

سنبل از زلفش بخود پیچید سخت   بوئے گل از باغ بیروں برد رخت

یاسمن ہم دعوئے سرپنجہ کرد   پنجۂ سیمین خود را رنجہ کرد

سوسن از وصفِ جمالش گنگ ماند   با وجود دہ زباں حرفے نراند

ایں نہ آں شمس است کو را در کلام   میکند از حرفِ تانیث اتہام

بلکہ آں شمس ہمایوں اختر است   کہ چنیں نسبت جمالش برتر است

گفت دلشب مولوئے معنوے   بوالعجب رمزے بشعر مثنوے

چوں حدیث روئے شمس الدیں شنید   شمس چارم آسماں رو در کشید

شاہ شمس الدین کہ نور مطلق است   آفتاب است و ز انوار حق است

ایں نہ آں شمس است کو ہر ماہ و سال   از کسوفے رو نماید ضعف و ال

بلکہ آن شمس است کو ماہ و سال　　ہست روشن از جمالِ لایزالی

نورِ شمس الدین چوں شد شعلہ زن
جان فداے عشقِ او آمد حسن

ختم شد دیوان فارسی !

زیرِ اہتمام

منشی مخدوم محمد آحسن سجادہ نشین درگاہ حضرت

قبلہ منشی غلامِ حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ

محلہ اغا پورہ　　بیرون دہلی دروازہ　　ملتان شہر

کافی

بزبان ہندی

ہیں کچھ ہو گیا ہوری ہنڑ کون پچھانے

کون پچھانڑے کون سنجانڑے انحد کی گھنگور نی

ہادی میں نوں سبق پڑھایا اتھے غیر نہ آیا جایا مطلق نور جمال وکھایا مست گیا جھیڑا شور

ملیا قبلہ کعبہ جانی دھیا نہ میرا نام نشانی ہن میں ہو یا لا مکانی وحدت پایا زور نی

آپ نوں آپ وکھاوے جانی آپ کنوں چھپ جاوے جانی سے سے رنگ بناوے جانی بتھوں چھٹ گئی ڈور نی

گامن مظہر ذات جمالی ہویا قلندر مست موالی

ہنسا ہندی ہن ویکھے چالی بھل گئی کاگیں ٹور نی

ہن کون پچھانے